نمبر ۱ | مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۷ صفر ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۳۰ جون ۱/۲ ۳ بجے بعد دوپہر بذریعہ موٹر ڈلہوزی سے تشریف لائے۔ اور یکم جولائی نماز جمعہ پڑھانے کے بعد آنکھوں کا معائنہ کرانے کی غرض سے راولپنڈی تشریف لے گئے۔

مرکزی اداروں میں خدا تعالےٰ کے فضل سے جو روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ اس کے باعث ڈاک و تار کا کام بہت بڑھ رہا ہے۔ اور موجودہ عمارت ڈاک خانہ ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔ اس وجہ سے حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے پرانی اور نئی آبادی کے درمیان ڈسٹرکٹ بورڈ سکول کے پاس ڈاک خانہ کی عمارت بنوانی شروع کی ہے۔ ۲۷ جون مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے کئی ایک بزرگوں کی موجودگی میں اسکی بنیاد رکھی۔ اور حاضرین نے دعا کی۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کے ضروری کام کے لئے شملہ تشریف لے گئے ہیں۔

بیسویں جلد کا آغاز

اور

ناظرین "الفضل" سے التماس

خدا تعالےٰ کے فضل کے ساتھ اس پرچے "الفضل" کی بیسویں جلد کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس انیس سالہ زندگی میں "الفضل" کو جو خدمات بجا لانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ وہ جماعت کے سامنے ہیں۔ اور آئندہ خدا تعالےٰ کے فضل سے آئندہ جو کچھ ہو سکیگا اس میں بھی اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ کی جائے گی۔ لیکن یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ چونکہ مذہب و ملت کی ضروریات کے پیش نظر "الفضل" کا حلقہ عمل بہت وسیع ہوا ہے۔ اور ملکی و قومی سیاسیات میں نہ صرف اپنی جماعت کی بلکہ دوسرے مسلمانوں کی راہ نمائی کے نازک فرائض کی ادائگی بھی اس کے ذمہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ نہ صرف اپنی جماعت میں اس کی اشاعت کو بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں تک بھی اسے پہنچایا جائے۔ بڑے بڑے شہروں میں پبلک مقامات پر "الفضل" کھلوائے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی گزارش ہے۔ کہ جو احباب "الفضل" کی اشاعت بڑھانے کی کوشش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ اگر "الفضل" کی ترقی کے متعلق اپنے مشوروں سے آگاہ کریں۔ تو ان سے مستفید ہونے کی کوشش

موضع لدرون کے احمدی نمبردار پر بلاوجہ عتاب

تحریک کشمیر کے دوران میں ریاست کے احمدی اصحاب کو جن مشکلات اور مصائب میں سے گزرنا پڑا ہے۔ وہ نہایت ہی دردناک اور روح فرسا ہیں۔ اس بارے میں اس لحاظ سے تو ہمیں بے حد خوشی اور مسرت ہے۔ کہ کشمیر کے احمدیوں نے ان مظالم اور حق تلفیوں کے انسداد کے لئے جن کا نشانہ عرصہ دراز سے مسلمانانِ کشمیر بنے ہوئے ہیں۔ شاندار جانی اور مالی قربانیاں پیش کی ہیں۔ اور ہر مصیبت کو مردانہ وار برداشت کیا ہے۔ لیکن اس بات کا افسوس ہے۔ کہ اب جبکہ ریاست کی حکومت ملک میں پُرامن فضا پیدا کرنا چاہتی ہے۔ مسلمانوں کے زخموں پر حق رسی کی مرہم رکھنے پر آمادگی ظاہر کر رہی ہے۔ اور ان بے گناہ لوگوں کو جنہیں بغاوت اور فساد کے الزامات میں گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا گیا تھا رہا کر رہی ہے۔ تو اب بھی احمدیوں کی مصائب کا خاتمہ نہیں ہوا۔ چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ سید محمد صادق شاہ صاحب نمبردار موضع لدرون تحصیل ہندواڑہ کو ایجی ٹیشن کے دوران میں محض احمدی ہونے کی وجہ سے نمبرداری سے علیحدہ کیا گیا۔ ان کے گھر کی تلاشی کرائی گئی۔ مگر کوئی قابل گرفت چیز برآمد نہ ہوئی۔ اور اب ایک ایسے شخص کو ان کے مقابلہ میں کھڑا کر کے نمبردار بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جس سے تمام باشندگان لدرون نالاں ہیں۔ اور وہ گورنر کشمیر سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ سید محمد صادق شاہ صاحب کو نمبرداری پر بحال کیا جائے۔ جبکہ نمبرداری کے لئے باشندگانِ دیہہ کی رائے کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اور تمام باشندگان لدرون بغیر کسی استثنا کے اس شخص کے خلاف ہیں۔ جسے نمبردار تجویز کیا گیا ہے۔ اور سید محمد صادق شاہ صاحب کے حق میں ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ انہیں بحال نہ کیا جائے۔

ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ باشندگان دیہہ اس شخص کے نمبردار بنائے جانے پر اس قدر نالاں ہیں۔ کہ اس کی نمبرداری کو برداشت کرنے کی بجائے گاؤں کو چھوڑ کر چلے جانا انہیں منظور ہے۔ ریاست کے اعلےٰ حکام کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کی قوت برداشت کو امتحان میں نہ ڈالیں۔ اور حق بحقدار رسید پر عمل کریں۔ تاکہ باشندگان لدرون مطمئن ہو سکیں۔ اور نئے نمبردار کے تقرر کی وجہ سے جن مشکلات اور خطرات کا انہیں خدشہ ہے۔ وہ باقی نہ رہیں۔

تفسیر القرآن کے چھپے ہوئے نوٹوں کے متعلق اعلان

احباب جماعت کے شوق کو مدنظر رکھ کر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جن کی طرف سے تفسیر القرآن کی پیشگی قیمت وصول ہو چکی ہے۔ اگر وہ اس وقت تک چھپا ہوا حصہ لینا پسند کریں۔ تو ان کی طرف سے اطلاع آنے پر بھجوایا جا سکتا ہے۔ وہ بقیہ حصہ نوٹوں کی چھپائی تک اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ چونکہ بعض احباب نے اس امر اسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں لکھا ہے۔ اس لئے حضور نے طبع شدہ حصہ بھیجنے کی منظوری عطا فرما دی ہے۔ اس وقت تک اڑھائی سو صفحات کے قریب تفسیر چھپ چکی ہے۔

پرائیویٹ سکرٹری۔

مختلف مقامات کے جلسے

ٹانک ضلع بنوں سرحد۔ ۴-۵ - جولائی ۱۹۳۲ء کو ٹانک میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ہوگا۔ متصل کی جماعت ہائے احمدیہ کو اس جلسہ کے کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انشاء اللہ مولوی عبد الغفور صاحب مہتمم تبلیغ علاقہ راولپنڈی اور مولوی چراغ الدین صاحب مہتمم تبلیغ علاقہ سرحد شامل ہونگے۔

بنوں میں جلسہ۔ ۸ - جولائی تا ۱۱ - جولائی کو جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ہوگا۔ بنوں کے احباب اور اردگرد کے احمدی اصحاب اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے پُرزور جدوجہد کریں۔ انشاء اللہ مولوی چراغ الدین صاحب اور مولوی عبد الغفور صاحب تقریریں کریں گے۔

اڑمڑ ضلع ہوشیارپور میں تبلیغ۔ اڑمڑ میں غیر احمدی اصحاب کا اجتماع ہو رہا ہے۔ انہوں نے گیانی واحد حسین صاحب مبلغ کو نظارۃ دعوۃ و تبلیغ کے توسط سے شرکت کی دعوت دی ہے جو قبول کر لی گئی ہے۔ انشاء اللہ اس موقعہ پر گیانی صاحب لیکچر دیں گے۔

شانِ مصطفوی

سید والا بشر ملک سلیمانی توئی	صاحبِ تاج و نگین و تخت سلطانی توئی
خوبرویانِ جہاں آئینہ دارانِ تواند	شاہِ خوبان و سزاوارِ جہانبانی توئی
پیکرِ ہر حسن و خوبی ذات تو شہ سربسر	مخزنِ لطف و سخا و فیض رحمانی توئی
گرمیٔ اندیشہ ادا انداز قدرت سرو ماند	نقطۂ بالا ترین قصدِ انسانی توئی
چوں نظر زد پیش رویت آفتاب نیمروز	آفتابِ حسن و عکسِ نور یزدانی توئی
رفتہ و اموسیٰؑ زخود از تابش یک جلوہ	جائے انوارِ تجلیات ربانی توئی
خوئے تو دارد نشانے از خدائے بیمثال	اسوۂ ہر خاص و عام و عبد حقانی توئی
سینہ ات گنجینۂ علم و ہدیٰ و معرفت	مہبطِ اسرارِ شرع و وحی قرآنی توئی
چوں شب دیجور دنیا بود بس تاریک و تار	خود منور کردیش چوں مہرِ نورانی توئی
شد طلوعِ آفتابت ایں زماں از قادیاں	احمد و محمود و ہم موعودِ نصرانی توئی
از وجودت شد ہویدا صدق ہر پیغمبرے	خاتمِ پیغمبران و اوّل و ثانی توئی
گرچہ فردوس بریں جائے حیات دائم ست	روح و ریحان و نعیم و آبِ حیوانی توئی
قیمتے دارد اگر لعلِ بدخشاں نزدِ غیر	نزدِ ما لعل و دُرّ و یاقوتِ رمّانی توئی
ساقیٔ کوثر! زدستت جام کافوری بدہ	تشنگاں را جان جانم ابرِ رحمانی توئی
عالم قدسی فروزاں از فروغ روئے تو	قدسیاں را شمعِ بزمِ رازِ پنہانی توئی

خاکسار سید ابو الحسن، قدسی۔

مفت الفضل لینے کی درخواستیں

ایک تبلیغی فنڈ جاری کرنے کے لئے تحریک کی جا چکی ہے۔ حال میں دو تین درخواستیں ان لوگوں کی طرف سے پہونچی ہیں۔ جو الفضل کے بہت شائق ہیں۔ مگر قیمتاً خرید نہیں سکتے۔ احباب اس میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔ (۱) مطب خانہ خالقیہ لائل پور۔ (۲) قصبہ نہٹور بجنور (۳)۔ دھاریوال کارخانہ۔

سردست چھ چھ ماہ کے لئے ہی انتظام کر دیا جائے۔ ایک نہیں دو چار دوست مل کر ثواب حاصل کریں۔ (مہتمم طبع و اشاعت)

الفضل مفت

کرمی چوہدری عبد السلام صاحب بھٹی نیروبی اپنی مرحومہ ہمشیرہ عزیزہ امۃ العزیز صاحبہ کے بطور صدقہ جاریہ الفضل کسی ایسے صاحب کے نام جاری کرانا چاہتے ہیں۔ جنہیں احمدیت یا مذہب اسلام کی تحقیق سے دلچسپی ہو۔ اور جو متلاشی حق ہو۔ پریذیڈنٹ یا امیر جماعت احمدیہ کی تصدیق سے ایسے صاحب کے نام الفضل جاری کرا دیں گے۔

(مینیجر الفضل)

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی علالت

سید غلام حسین صاحب رہتک سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن رہتک نے بوجہ بیماری لمبی رخصت کی درخواست کر دی ہے۔ ان کو سر درد اور پیٹ درد کی اتنی تکلیف ہے۔ کہ میں دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہوں۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں"

جناب ڈاکٹر صاحب کا وجود جماعت کے لئے ایک قیمتی وجود ہے ان کی صحت کے لئے دعا کرنا ہر احمدی اپنا فرض سمجھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک درخواست

احمدی اصحاب کی تربیت کا اہم مسئلہ

از جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت قادیان

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد

وہ اصحاب جنہیں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ ہونے کا فخر بخشا۔ ان سے گزارش ہے۔ کہ آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا۔ کہ آپ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اپنی اپنی توفیق کے مطابق آپ اس پر عمل پیرا رہے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے آئندہ بھی رہیں گے۔ لیکن ایک دینی ضرورت ایسی ہے جس کی طرف آپ نے میرے ناقص خیال کے مطابق کما حقہٗ توجہ نہیں کی۔ میں یہ بات آپ کی توجہ اسکی طرف پھیرنے کے لئے لکھ رہا ہوں۔ اور اس بارے میں میں نے اپنے آپکو نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ جماعت کی ترقی کے ساتھ یہ ضرورت ہر دم زیادہ ہو رہی ہے۔ اور جس نسبت سے جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس ضرورت کی نسبتی ترقی اس سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے جب تک ہم اس دینی ضرورت کی طرف پہلے کی نسبت زیادہ توجہ نہ دیں گے اس وقت تک ہم اسے پورا نہیں کر سکتے۔

صحابہؓ کی تربیت

یہ ضرورت جس کی طرف میں آپ کی توجہ منعطف کرانی چاہتا ہوں۔ جماعت کے افراد کی تربیت ہے۔ تربیت کی ضرورت ایک مسلم امر ہے۔ جو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا حتیٰ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے صحابہ کو بھی تربیت کی ضرورت پڑی۔ وہ خلوص دل سے ایمان لائے تھے۔ اور ہر ایک چیز خدا اور اس کے رسول پر قربان کر چکے تھے۔ مگر باوجود ایمان و اخلاص کے تربیت کے وہ بھی محتاج تھے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آخر دم تک ان کو احکام الٰہی بتانے اور ان کی تربیت کرنے میں مشغول رہے۔ قرآن شریف کی آیت واذا راوا تجارۃ او لھوا ن انفضوا الیھا وترکوک قائما۔ قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ۔ اس بات پر کھلی اور واضح دلیل ہے۔ کہ صحابہ کو باوجود اپنے ایمان اور ایثار و قربانی کے تربیت کی ضرورت تھی۔ بعض صحابہ کا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کو چھوڑ کر خرید و فروخت کے لئے چلا جانا اس وجہ سے تو نہیں تھا۔ کہ نعوذ باللہ وہ دین سے لاپرواہ تھے۔ یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا تعالیٰ کے کلام کا احترام نہ کرتے تھے۔ بلکہ ان باتوں کے ہوتے ہوئے ان سے ایک ایسا فعل سرزد ہوا جسے خدا اور اس کے رسول نے پسند نہ کیا۔

تربیت کی اہمیت

یہ واقعہ تربیت کی اہمیت کو ہم پر ایسا واضح کرتا ہے۔ کہ اور کوئی مثال اس سے زیادہ واضح نہیں کر سکتی۔ صحابہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے اٹھنا تربیت کی کمی کی وجہ سے تھا۔ نہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ تجارت اور لہو کو دین پر مقدم کرنے والے تھے صرف ایمان خدا تعالیٰ سے تعلق تو پیدا کر سکتا ہے۔ مگر جب تک اس کے ساتھ صحیح تربیت شامل نہ ہو۔ کوئی شخص اپنے افعال اور اعمال میں پورے طور پر درست نہیں ہو سکتا۔ اور جب اسلامی تاریخ ہمیں بتلاتی ہے۔ کہ خود صحابہ تربیت کے محتاج تھے۔ تو ان کے بعد اور کون شخص ہوگا۔ جو بلا اس کے خود بخود اپنے اعمال۔ افعال اور اقوال میں صحیح طریق پر قائم ہو جائے۔ ہاں خدا تعالیٰ کے انبیاء ظاہری تربیت اور تعلیم کے محتاج نہیں ہوتے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ خود ان کی تربیت کرتا ہے۔ اور وہ سب سے بہتر تربیت کرنے والا ہے۔

آخرین کی تربیت کا فرض اولین پر

ہاں ایک بات ہے۔ کہ کسی نبی پر ابتداء میں ایمان لانے والے۔ اگرچہ تربیت کے محتاج ہوتے ہیں۔ لیکن بعد میں آنے والے پہلوں کی نسبت تربیت کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔ اور متاخرین کی تربیت کا اول فرض اولین پر عائد ہوتا ہے۔

تربیت کیا ہے۔

دینی تربیت صرف احکام شریعت کے سنانے کو نہیں کہتے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو تکمیل شریعت کے بعد اسلام لانے والے خود بخود اعمال میں درست ہو جاتے۔ مگر تربیت اس سے بڑھ کر ایک چیز ہے۔ یعنی لوگوں پر احکام کا واضح کرنا۔ اور پھر لوگوں کو بار بار توجہ دلانا۔ اور ہر غلط عمل پر صحیح طریق سے بار دہانی کرانا۔

تربیت کا صحیح طریق

مگر باوجود ان باتوں کے تربیت مکمل نہیں ہو سکتی۔ جب تک خود تربیت کنندہ اپنے اقوال اور افعال سے لوگوں پر یہ ثابت نہ کر دے۔ کہ وہ نصیحت کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اگر ایک شخص خود ہی شریعت کا احترام کرنے والا نہیں۔ اور ایسی حالت میں لوگوں کو احترام شریعت کا وعظ کرتا ہے۔ تو اکثر طبائع اس کی نصیحت سے فائدہ نہ اٹھائیں گی۔ الا ما شاء اللہ۔ اس لئے صحیح طریق یہی ہے۔ کہ انسان پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرے۔ تا دوسروں کے لئے نیک نمونہ بنے اور پھر لوگوں کو ہر وقت توجہ دلاتا رہے۔ تا اگر ایک وقت کی نصیحت موثر ثابت نہ ہو۔ تو شاید دوسرے وقت کی نصیحت کارگر ہو۔ پھر ان تمام باتوں کے علاوہ ایک اور امر ہے جس کے بغیر باوجود مندرجہ بالا تمام باتوں پر عمل کرنے کے بھی حق تربیت پورا ادا نہیں ہوتا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان ظاہری کوشش اور عملی نمونہ کے ساتھ ساتھ دعا میں بھی مشغول رہے۔ تا اس کی کوشش اور عمل میں جو کمزوری ہو۔ خدا اس کی دعا کی وجہ سے دور کر دے۔ اور وہ اپنے حقیقی مقصد میں کامیاب ہو۔

اوّل مخاطب

میری اس تحریر کے اوّل مخاطب وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ابتدائے عہد میں ایمان لائے۔ اور جنہوں نے نور قلب سے ہدایت پا کر خدا کے مرسل کی اس وقت تصدیق کی۔ جب دنیا منکر تھی۔ ان کے بعد علے الترتیب جماعت کا ہر شخص جس کو خدا توفیق دے۔ میرا مخاطب ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے بھی توفیق عطا فرمائے۔ کہ جس امر کی طرف احباب کو توجہ دلا رہا ہوں۔ اس کو خود بھی کر سکوں۔

تربیت کے دو حصے

تربیت کے دو بڑے حصے ہیں۔ ایک دینی اور دوسرا اخلاقی اگرچہ خود اخلاق بھی دین کا حصہ ہیں۔ مگر پھر بھی ان کو دین کے ماتحت ایک الگ قسم کہا جا سکتا ہے۔ تربیت دینی سے مراد تو ان احکام کا
[illegible]

کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ۔ اور اخلاقی تربیت جو اصل میں دین ہی ہے۔ اور اس کا ایک حصہ ہے ان احکام کا سکھانا۔ اور ان پر عمل کرانا ہے۔ جو بظاہر تو خدا تعالیٰ کی مخلوق سے متعلق نظر آتے ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ بھی خدا کے تعلق کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اول الذکر میں خدا اور بندہ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ اور آخر الذکر میں خدا تعالیٰ کی مخلوق اس تعلق کے قیام کا واسطہ بن جاتی ہے۔

جن دوستوں کو خدا تعالیٰ اس کی توفیق دے۔ وہ ان ہر دو امور کی طرف توجہ کریں۔ کیونکہ اسلام کے دو ہی حصے ہیں۔ تعلق باللہ۔ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ اور ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

دُعا

خدا تعالیٰ سے دُعا ہے۔ کہ میری یہ تحریک آپ لوگوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرنے والی ہو۔ تا آپ کے ساتھ میں بھی اس اجر کا مستحق ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس فریضے کے ادا کرنے والوں کے لئے مقرر کیا ہے۔ اللھم ربنا آمین۔

تربیت کا کام کرنے والے دوستوں کی ضرورت

بہت سے دوست ہونگے۔ جو اپنے دنیاوی فرائض کی وجہ سے اپنا کل وقت اس کام پر خرچ نہیں کر سکتے۔ لیکن سال میں چند ایام کے لئے اس کام کو کرنے کے لئے دوسرے کاموں سے فراغت حاصل کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ تمام وہ دوست جن کو خدا تعالیٰ نے اس امر کی توفیق دے۔ وہ دفتر تعلیم و تربیت سے خط و کتابت کریں۔ اور دفتر ھذا کو مطلع کریں۔ کہ وہ سال کے فلاں حصہ میں پندرہ بیس روز یا مہینہ دو مہینہ کے لئے فارغ ہو سکتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ ان دنوں میں نظارت تعلیم و تربیت کی ہدایات کے ماتحت تربیت کا کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ایسے دوستوں کو ضروری ہدایات کے ساتھ مناسب مقامات پر تربیت کے لئے بھجوایا جائے گا۔ اگر ایسے احباب میں سے کوئی دوست ایسے ہوں۔ جو سفر اور قیام کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہ ہوں۔ مگر اپنا وقت خرچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تو ان کے سفر خرچ کا انتظام نظارت تعلیم و تربیت کرے گی۔

ڈاکٹر مُنجے اور مہاسبھا

ڈاکٹر مُنجے اپنے آپ کو تمام ہندوؤں کا نمائندہ قرار دیکر ہندو مسلم تعلقات کو بگاڑنے کی جو کوشش کرتے رہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا احساس خود معاملہ فہم ہندوؤں کو ہو رہا ہے۔ چنانچہ سر چمن لال سیتلواڈ نے اپنے ایک بیان میں اعلان کیا ہے۔ کہ

"ہندو لبرل ہندو مہاسبھا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے اور ڈاکٹر مونجے ان کے نمائندے نہیں ہیں۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ یو۔پی۔ اور پنجاب کے سوا ہندو مہاسبھا کے دوسرے صوبجات میں کافی پیرو کار نہیں ہیں۔ در اصل اس سے ہندوؤں کی اکثریت کا الحاق کرنا غلطی ہے۔" (ریتیج ۲۰۔ جون)

اس بیان میں نہ صرف ڈاکٹر مونجے کی نمائندگی کی حقیقت ظاہر کر دی گئی ہے۔ بلکہ مہاسبھا کی پوزیشن بھی بتا دی گئی ہے لیکن اتنا ہی کافی نہیں۔ ضرورت یہ ہے۔ کہ سر کردہ ہندو مہاسبھا۔ اور ڈاکٹر مونجے کی فتنہ انگیز کارروائیوں سے پورے زور کے ساتھ بے تعلقی کا اظہار کریں۔

ضلع کرنال کے ہندو افسر

پونڈری ضلع کرنال کے مسلمانوں کی مظلومیت کی مفصل داستان "الفضل" میں شائع ہو چکی ہے جس میں حالات کے اس درجہ نازک ہو جانے کی سب سے زیادہ ذمہ داری موجودہ ڈپٹی کمشنر مسٹر بھنڈاری پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ابتداء میں ہی ذبیح کے خلاف ہندوؤں کی شرارت کا انسداد کر دیا جاتا۔ اور خواہ مخواہ معاملہ کو طول دے کر فتنہ پردازوں کے حوصلے نہ بڑھائے جاتے۔ تو نوبت یہاں تک نہ پہونچتی۔ کہ تین مسلمانوں کو قتل اور بہت سوں کو زخمی کر دیا گیا۔ لیکن اس طرف توجہ نہ کی گئی۔ اور بات بہت بڑھ گئی۔

ان حالات میں مسلمانوں کو جس قدر شکایت ہو سکتی ہے۔ اور ہے۔ وہ تو ظاہر ہی ہے۔ لیکن اب ہندو بھی مسٹر بھنڈاری کے تبادلہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ پنجاب پراونشل ہندو سبھا کے نمائندہ نے ۲۳۔ جون کے "پرتاپ" میں جو رپورٹ شائع کرائی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

"ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ موجودہ افسروں کو تبدیل کر دیا جائے۔ ان کی بجائے ڈپٹی کمشنر۔ اور سب ڈویژنل افسر یورپین مقرر کئے جائیں۔ جو ہندو مسلمان کسی کی طرف داری نہ کریں۔

ڈپٹی کمشنر کے ساتھ سب ڈویژنل افسر کو خواہ مخواہ رکھ دیا گیا ہے تاکہ اس ضلع میں ایک آدھ مسلمان افسر بھی نہ رہے۔ بہر حال ڈپٹی کمشنر کا جلدی جلد تبادلہ ضروری ہے۔ نیز اس ضلع میں چونکہ دوسرے ہندو افسروں کی بھی بہت کثرت ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں مسلمان افسر بہت کم ہیں۔ اس لئے اس طرف بھی توجہ ہونی چاہیئے۔"

بدیشی کپڑے کی دکانوں کو آگ لگانے کی شرارت

اگرچہ پرنٹر ٹکسوں کے خطوط تلف کرنے کی وبا میں کسی قدر کمی واقعہ ہو گئی ہے۔ لیکن ایک اور شرارت کا آغاز ہو گیا ہے۔ اور وہ یہ کہ بدیشی کپڑوں کی دو دکانوں کو دھوکہ سے آگ لگانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ دہلی کی اطلاع ہے۔ کہ بزازی کی ایک بہت بڑی دوکان میں دو بنگالی نوجوان آئے۔ ان میں سے ایک تو بیٹھا رہا۔ اور دوسرا پھر کر کپڑے دیکھتا رہا۔ اور آخر میں پانچ روپے کا کپڑا خرید کر چلے گئے۔ دوسرے دن جب آدمی دوکان کھولنے آئے۔ تو معلوم ہوا کہ دوکان دھوئیں سے بھری ہوئی ہے۔ آگ بجھانے کے لئے انجن بلایا گیا۔ اور جب دروازہ توڑ کر دوکان کھولی گئی۔ تو دیکھا گیا۔ کہ ایک کپڑے کی الماری جل رہی ہے۔ اور کئی الماریوں میں آدھے آدھے تھان جل گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کپڑا دیکھنے کے بہانے فاسفورس یا کوئی اور بھڑکنے والی شے رکھ دی گئی۔ جس سے آگ لگ گئی۔ اس کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے۔ کہ ایک اور دوکان میں بھی اس قسم کا معاملہ پایا گیا۔ مگر وہ دوکان منیم کی ہوشیاری سے بچ گئی۔ اور بھی کئی دوکانوں سے ایسا مادہ نکلا۔ اس پر سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی نے مقامی سوداگران پارچہ کے نام مکتوب بھیجکر انہیں متنبہ کیا ہے۔ کہ وہ آگ لگانے والے نوجوانوں سے خبردار رہیں۔

کانگرسیوں کی طرف سے اس قسم کی شرارتیں نہ صرف یہ ظاہر کرتی ہیں۔ کہ وہ کانگرس کی موت کے قائل ہو رہے ہیں بلکہ یہ بھی۔ کہ ان کی اخلاقی حالت نہایت ہی قابل افسوس ہے۔

بلدیات کے اگزیکٹو افسروں کا تقرر

ڈاکٹر گوکل چند نارنگ وزیر بلدیات پنجاب نے میونسپلٹیوں کے لئے اگزیکٹو افسر مقرر کر کے ان کی آزادی کو سلب کرنے اور مسلمانوں کی اکثریت کو بے حقیقت بنانے کی جو کوشش کی ہے۔ اس کے متعلق مسلمانان پنجاب جن خطرات کا اظہار کر رہے تھے۔ اب اگزیکٹو افسروں کے تقرر نے ان کو یقین کی حد تک پہونچا دیا۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ ملتان اور انبالہ میں ہندو اگزیکٹو آفیسر مقرر کئے گئے ہیں۔ ان اہم مقامات کے مقابلہ میں صرف امرتسر میں خواجہ غلام صادق صاحب کو مقرر کیا گیا۔ لیکن انہیں اس عہدہ کی وجہ سے میونسپلٹی کی صدارت سے مستعفی ہونا پڑا۔ روپڑ اور کیمبل پور جیسے معمولی مقامات میں دو مسلمانوں کا تقرر عمل میں آیا۔ جھنگ میں ایک سکھ کو مقرر کیا گیا۔

اس طرح ایک طرف تو مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلموں کو بیش قرار مشاہروں پر مقرر کیا گیا۔ اور دوسری طرف جن اہم مقامات میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ وہاں غیر مسلم اگزیکٹو افسروں کو مسلط کر دیا گیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ پنجاب کی میونسپل کمیٹیوں کے لئے اگزیکٹو افسر کا تقرر اصلاح حالات کے لئے نہیں۔ بلکہ ہندوؤں کے اقتدار کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

خاتم النبیین کے متعلق ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کا نقطۂ نظر

دنیا کا ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور قرآن کریم کو کامل اور قیامت تک محفوظ رہنے والی کتاب تسلیم کرتا ہے۔ اسے لازمی طور پر یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیینؐ ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ تعالےٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ پس لحاظ عقیدہ کے تو سب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں۔ البتہ خاتم النبیین کے معنے اور تشریح میں جماعت احمدیہ اور دوسرے مسلمانوں میں اختلاف ہے ؛

جماعت احمدیہ سے مراد

جماعت احمدیہ سے مراد وہ جماعت ہے۔ جو قادیان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ہمیشہ کے لئے مرکز تسلیم کرتی ہے۔ گو چند افراد ایسے بھی ہیں۔ جو کچھ عرصہ تک تو قادیان کو ہی سلسلہ کا مرکز تسلیم کرتے رہے۔ مگر بعد میں قادیان کو چھوڑ کر لاہور کو انہوں نے اپنا مرکز بنا لیا۔ اور نہ صرف اس مرکز کو چھوڑ چکے ہیں۔ بلکہ علی الاعلان کہہ چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ان کے لئے کوئی حجت نہیں ؛

غیر مبایعین کی پہلی اور موجودہ حالت

جب تک یہ لوگ قادیان کی پاک سرزمین سے وابستہ رہے اور نور نبوت کے سایہ تلے زندگی بسر کرتے رہے۔ اس وقت تک ان کی زبان وقلم سے بھی نورانی کلمات نکلتے رہے مگر جونہی انہوں نے ارض حرم سے منہ موڑا اللہ تعالےٰ نے لما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم کے ارشاد کے ماتحت ان کے قلوب کو روحانیت سے خالی کر دیا۔ اس وقت صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ پہلے یہ لوگ روحانیت کے کس مقام پر تھے۔ اور آج کس گڑھے میں گر گئے ہیں۔ ریویو جلد ۲ صفحہ میں مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"ایک نبی اس وقت بھی خدا نے مبعوث فرمایا ہے۔ لیکن لوگوں نے اسی طرح اس کا انکار کیا۔ جیسے پہلے نبیوں کا کاش کہ یہ لوگ اس وقت غور کرتے۔ اور سوچتے۔ کہ کیا وہ نشان ان کو نہیں دکھلائے گئے جو کوئی انسان نہیں دکھلا سکتا۔ اور کیا وہ دینی) اسی طرح ہر گناہ سے نجات نہیں دیتا جس طرح پہلے نبیوں نے دی۔ اور ایک ہمہ علم اور ہمہ طاقت ہستی کے متعلق ان کے دلوں میں وہ یقین پیدا نہیں کرتا جو پہلی امتوں میں پیدا کیا گیا۔ اب ایسا نبی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں"

یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو دارالامان میں رہنے کی حالت میں مولوی صاحب نے لکھے۔ مگر جب یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے پاک و برگزیدہ نبی کے تخت گاہ سے الگ ہو گئے تو ان کی یہ حالت ہو گئی۔ کہ یہی مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵ پر لکھتے ہیں

"جو اس امت میں سے دعویٰ نبوت کرے (معاذ اللہ معاذ اللہ) وہ کذاب ہے"

پھر لکھتے ہیں :- "جو شخص بعد آنحضرت صلعم دعویٰ نبوت کرے۔ وہ کذاب ہے"

پس چونکہ ان لوگوں نے بھی انحطاط اختیار کیا۔ اور اپنے عقیدہ میں صریح طور پر تبدیلی پیدا کی۔ اور خاتم النبیین کی وہی تشریح شروع کر دی۔ جو غیر احمدی کرتے ہیں۔ اس لئے میں جب ختم نبوت کے متعلق غیر احمدیوں کا نقطہ نظر بیان کروں گا۔ تو یہ لوگ بھی ان کے اندر آ جائیں گے کیونکہ یہ اپنے آپ کو ان میں مدغم کر چکے ہیں۔

غیر احمدیوں کا نقطۂ نظر

خاتم النبیین کے متعلق جو غیر احمدیوں کا نقطۂ نظر ہے۔ اگر اسے تسلیم کیا جائے۔ تو اس سے اللہ تعالےٰ کی بعض صفات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات پر اور آپ کے کمالات روحانیہ پر اور قرآن کریم پر نہایت بدنما دھبہ لگتا ہے۔ اور امت محمدیہ کی سخت توہین اور ہتک ہوتی ہے۔ مگر جو تشریح ہم کرتے ہیں اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہایت ارفع و اعلیٰ ثابت ہوتی ہے۔ اور امت محمدیہ کا درجہ باقی تمام امتوں سے بلند نظر آتا ہے۔ غیر احمدی کہتے ہیں۔ کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی اور نبوت کو بند کرنیوالے نبی کے ہیں

ذات باری پر اعتراض

افسوس یہ عقیدہ رکھنے والے لوگ اتنا نہیں سوچتے۔ کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اب نبی امت محمدیہ میں نہیں آ سکتا۔ تو سب سے اول اللہ تعالےٰ کی ذات اقدس پر یہ بہت بڑا اعتراض وارد ہو گا۔ کہ جب اس نے خود قرآن کریم میں فرمایا ہے اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو۔ کہ اس نے تم میں نبی پیدا کئے۔ اور تم کو بادشاہ بنایا یعنی اس آیت میں نبوت کو عظیم الشان نعمت قرار دیا ہے۔ پھر جبکہ وہ خود فرماتا ہے۔ لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل کہ اگر ہم نبی نہ بھیجیں۔ تو کہا جا سکتا ہے لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک ونکون من المؤمنین کہ اے اللہ کیوں نہ تو نے ہماری طرف کوئی رسول بھیجا۔ تا ہم کو بھی اپنی اصلاح کا موقعہ ملتا۔ اور ہم بھی مومن بن جاتے۔ تو کیوں اس زمانہ میں کوئی رسول نہ آئے جبکہ اسلام ایسی نعمت عظمیٰ گم ہو چکی تھی۔

رسول کریمؐ پر اعتراض

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات پر بھی بہت بڑا اعتراض واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو آپ کو رحمۃ للعالمین کہا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف سب سے بڑی نعمت کا بند کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔ اور وہ فیض نبوت جس سے اللہ تعالیٰ نے کسی امت اور قوم کو کبھی عند الضرورت محروم نہیں رکھا۔ اس کو بند کرنے کا آپ کو موجب بتایا جاتا ہے۔

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ اب کونسی نبوت کی شق باقی ہے جسکو اگر کسی اور نبی نے پورا کرنا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بیشک کوئی ایسی نبوت کی شق باقی نہیں۔ جس کو اگر کسی اور نبی نے پورا کرنا ہو۔ نبوت کی تمام شقیں کلی طور پر پوری ہو چکی ہیں۔ لیکن اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت کی تمام شقیں پوری ہو جانیکا یہ مفہوم ہے۔ کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ تو پھر ولایت کی کونسی شق باقی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری نہ کی گئی۔ مجددیت مہدویت محدثیت کی کونسی شق باقی ہے۔ پھر ایمان، اسلام دیانت امانت شرافت بلکہ انسانیت کی کونسی شق باقی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوری نہ کی۔ پھر کیا تمام قسم کے مدارج روحانیہ کا کلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اس طرح خاتمہ ہو چکا ہے۔ کہ اب یہ کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اب نہ کوئی مومن ہو گا نہ مہدی نہ ولی ہو گا نہ مجدد۔ اگر کہا جائے نہیں مذکورہ سب مدارج ملیں گے۔ تو پھر نبوت کے متعلق کیوں کہا جاتا ہے کہ چونکہ اس کی تمام شقیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پوری ہو گئی ہیں۔ اس لئے اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر مجددیت اور محدثیت وغیرہ مدارج کی تمام شقیں من کل الوجوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پوری ہو جانیکا مفہوم یہ ہے کہ چونکہ مہدویت کا کامل نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اس لئے اب جو مہدی ہو گا۔ وہ آپ ہی کی اتباع سے ہو گا۔ اسی طرح جو محدث مجدد، ولی امین، صالح ہو گا۔ وہ آپ ہی کی اتباع سے ہو گا۔ تو پھر یہ کیوں نہیں کہا جاتا ہے۔ کہ آئندہ جو نبی ہو گا۔ وہ آپ ہی کی اتباع سے ہو گا کیسی صاف اور واضح بات ہے۔ کہ جس طرح آئندہ کوئی محدث

کوئی مجدد کوئی ولی۔ کوئی مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان تمام دارج کی تمام شقوں کے جامع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ بعینہٖ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام شقوں کے جامع ہیں۔ اس لئے کسی کا نبی بننا بھی آپ کی کامل اطاعت کا ایک بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کا کرشمہ ہے۔ آئندہ نہ کوئی ولی بجز اطاعت نبوی بن سکتا ہے اور نہ محدث و مجدد ہی بغیر آپ کی اطاعت کے کوئی رتبہ پا سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی نبی بھی بجز آپ کی اطاعت نہیں ہو سکتا۔

یہ ہے مختصر طور پر خاتم النبیین کا مفہوم احمدیہ نقطۂ نگاہ سے اور اگر یہ مفہوم نہ لیا جائے۔ تو پھر جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ نہ خدا تعالےٰ کی ذات اعتراض سے بچتی ہے۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور نہ امت محمدیہ خیر امت رہتی ہے۔

اب میں بعض ان دلائل کا اختصار سے ذکر کرتا ہوں۔ جو غیر احمدی اپنی تائید میں پیش کیا کرتے ہیں۔

خاتم النبیینؐ کے معنے لغت میں

سب سے پہلی بات وہ یہ پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ خاتم النبیین کے معنے لغت میں آخری نبی کے لکھے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ خاتم النبیین کے معنی کسی لغت میں بھی آخری نبی کے نہیں چنانچہ منجد میں لکھا ہے۔ الخاتم والخاتم حلی للاصبع ما یختم بہ یعنے خاتم خواہ تا کی زبر سے ہو۔ یا اس کی زیر سے اس کے معنی انگشتری کے ہوں گے اور دوسرے معنی مہر لگانیکا آلہ ہیں (اردو زبان میں بھی اس کو مہر ہی کہتے ہیں) اسی طرح صراح میں لکھا ہے۔ خاتم بفتح التاء وکسر ہا انگشتری اور علاوہ اس کے صاحب صراح نے خاتم کا مترادف طابع لکھا ہے یعنی طبع یطبع طبعاً سے خاتم کے وزن پر طابع اور قرآن کریم نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ختم اللہ علی قلوبھم الخ دوسری جگہ فرمایا طبع اللہ علی قلوبھم الخ گویا اللہ تعالےٰ نے بھی خاتم اور طبع دونوں لفظوں کو ایک دوسرے کے مترادف قرار دیا ہے۔ اس صورت میں۔ خاتم کے معنی آخری ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ طبع کے معنے صرف چھاپنے کے ہیں۔ اور اس وجہ سے انگشتری کو ہماری زبان میں چھاپ کہتے ہیں۔

مصنف لسان العرب کا ذاتی خیال

رہا یہ سوال کہ لسان العرب میں آخری معنے لکھے ہیں۔ اس کا جواب بالکل آسان ہے اور وہ یہ کہ لسان العرب والے نے خاتم کے معنی از روئے لغت آخری نہیں لکھے۔ بلکہ اپنی طرف سے لکھے ہیں۔ اور اس کا بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ ان معنوں کی تصدیق کے لئے صرف خاتم النبیین کی آیت کو پیش کرتا ہے جیسا کہ منجد والا صلیب کے معنے کرتے ہوئے ساتھ مقدس کا لفظ لکھ دیتا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ چونکہ منجد والے نے صلیب مقدس لکھا ہے۔ اس لئے اس کے معنی مقدس ہی ہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اس کا ذاتی خیال ہے کیونکہ منجد لکھنے والا عیسائی ہے۔

پس خاتم النبیین کے معنے از روئے لغت وہی صحیح ہوں گے جن کی تائید میں لغت عرب کی مثالیں پیش کی گئی ہوں گی۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اور کوئی مثال لغت عرب سے پیش ہی نہیں کی جا سکتی جس میں خاتم کا مطلب اس صورت میں آخری معنوں میں استعمال ہوا ہو۔ ہاں اس کے خلاف ہماری تائید میں سینکڑوں فقرے ایسے مل جائیں گے۔ جہاں خاتم کا لفظ جماعت کی طرف مضاف ہو۔ مگر وہاں آخری کے معنے نہ ہوں۔ مثلاً خاتم الاولیاء۔ خاتم المفسرین خاتم الفقہاء۔ خاتم المحدثین وغیرہ بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔ مگر کوئی وہاں آخری کے معنی مراد نہیں لیتا فرض کیجئے۔ اگر آج صاحب لسان موجود ہوتے۔ اور ان کیساتھ اس آیت کے معنی کے متعلق بحث ہوتی۔ تو کیا وہ اپنی تائید میں خاتم النبیین کو پیش کر سکتے تھے ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ مصادرۃ علی المطلوب ہے۔ اور یہ جائز نہیں۔ دعوے کو ہی بطور دلیل ہرگز پیش نہیں کیا جا سکتا اس لئے یقیناً ان کو وہ دوسرے معنے تسلیم کرنے پڑتے۔ جو انہوں نے خود کئے ہیں۔ یا دوسری لغت لکھنے والے کرتے ہیں۔ اور وہی ہم کر رہے ہیں۔ (یعنی مہر انگشتری۔ وغیرہ)

تمام انبیاء کے کمالات کا جامع

پھر جس طرح ہماری زبان میں مہر اس آلہ کو بھی کہتے ہیں جس سے مہر لگائی جاتی ہے۔ اور اس نشان کو بھی کہتے ہیں۔ جو مہر لگانے سے کاغذ وغیرہ پر نمودار ہوتا ہے۔ اسی طرح عربی میں بھی خاتم کا لفظ دونوں معنوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے لکھا ہے۔ وقد یطلق علی اثر الناشی عنہ علی الکتاب کہ خاتم کا لفظ کبھی ان نقوش پر بھی بولا جاتا ہے۔ جو مہر لگانے سے کتاب وغیرہ پر پڑ جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے نقوش ہیں۔ آپ میں حضرت ابراہیم کے کمالات بھی کندہ ہیں۔ حضرت موسیٰ کے اوصاف بھی آپ میں موجود ہیں حضرت عیسیٰ کی تمام خوبیاں بھی آپ میں پائی جاتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس تمام انبیاء علیہم السلام کے تمام کمالات کے آپ جامع ہیں

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پس ایسے عظیم الشان نبی کی بدولت اور آپ ہی کے طفیل ہم بھی خیر امت بن گئے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

پس جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے مظہر ہیں۔ اسی طرح ضروری تھا۔ کہ امت محمدیہ بھی تمام امتوں کے فیوض و برکات کی وارث ہوتی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خود اس بات کا ذکر کیا۔ کہ یہ امت بھی تمام ان انعاموں کی وارث ہوگی جو پہلی امتوں پر کئے گئے۔ فرماتا ہے من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین یعنے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا۔ اس پر وہی انعام نازل کیا جائے گا جو پہلی امتوں پر کیا گیا تھا۔ یعنے نبوت صدیقیت۔ شہادت اور صالحیت دی جائیگی

نبیوں کی معیت کا مطلب

بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اس آیت میں یہ تو نہیں لکھا۔ کہ اطاعت کرنے والا نبی بن جائے گا۔ بلکہ یہ لکھا ہے۔ کہ مع الذین انعم اللہ کہ قیامت کو ان لوگوں کے ساتھ ہونگے لیکن اگر اس کا مفہوم صرف یہی ہو۔ کہ امت محمدیہ قیامت کے دن ان پہلی امتوں کے منعم علیہ گروہ کے ساتھ ہوگی۔ اور اس میں کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ صدیق بھی کوئی نہ ہوگا۔ شہید بھی کوئی نہ ہوگا صالح بھی کوئی نہ ہوگا۔ کیونکہ ان چاروں گروہوں کا اکٹھا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ اگر صدیق شہید ہوں گے۔ تو نبی بھی ہوں گے۔ مگر ہونگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبع اور غلام

پھر پانچویں سپارہ کے آخری رکوع میں اللہ تعالےٰ نے توبہ کرنے والوں اور اللہ ہی کے لئے دین کو خالص کرنے والوں کو مع المومنین کہا ہے یعنی یہ بتایا ہے۔ کہ وہ مومنوں کے ساتھ ہوں گے کیا اس جگہ یہ معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ توبہ کرنے والا۔ دینی احکام کو بجا لانے والا۔ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والا مومن نہ ہوگا بلکہ صرف مومنوں کے ساتھ ساتھ پھریگا۔ اس کے علاوہ ایک اور آیت ہے جس سے مع کے معنی اور بھی اچھی طرح سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس ابٰی ان یکون مع الساجدین۔ کہ سب ملائکہ نے تو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے انکار کیا۔ اور سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا۔ اب بتاؤ یہاں مع کے کیا معنے ہیں۔ کیا یہ کہ وہ ملائکہ کے ساتھ نہ تھا۔ نہیں بلکہ اس کا صاف طور پر یہی مطلب ہے۔ کہ جب ملائکہ نے سجدہ کیا۔ تو وہ ساجد نہ ہوا۔ جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ما منعک ان تسجد کہ اے ابلیس تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا۔ کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ساتھ کیوں نہیں پھرا بلکہ یہ پوچھا ہے۔ کہ تو اس حالت میں کیوں نہ ہوا۔ جس حالت میں باقی ملائکہ تھے۔ خاکسار عبد الغفور (مولوی فاضل)

اپنے ایمان کی فکر کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا میں جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وصیت کی تحریک خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور اس کے ساتھ بہت سے انعامات وابستہ ہیں۔ ابھی تک جنہوں نے وصیت نہ کی ہو۔ وہ کرکے اپنے ایمان کے کامل ہونے کا ثبوت دیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ جو شخص وصیت نہیں کرتا مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے۔ پس وصیت میعار

تاریخ اسلام

معرکۂ فلسطین

یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں رومیوں کے ایک لشکر جرار کو لانے کی خبریں اور لڑائیوں کی اطلاعات جب مدینہ منورہ میں پہونچیں۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مختلف حصص عرب کے مسلمانوں کو دعوت جہاد دی جس پر مسلمانوں نے بڑے جوش سے لبیک کہا۔ اور مدینہ کے باہر ایک بہت بڑی فوج جمع ہو گئی۔ جس کو تین حصوں میں منقسم کر کے آپ نے روانہ کیا۔ جب یہ لشکر مدینہ میں جمع ہو رہا تھا۔ تو بعض رومی سوداگر مال تجارت لے کر مدینہ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے واپس جا کر اس قسم کی باتیں کیں۔ کہ مسلمان جنگ کی بہت بڑی تیاریاں کر رہے ہیں

مسلمانوں کے حالات کی دریافت

شدہ شدہ یہ باتیں شاہ روم تک بھی پونچیں۔ اور اس نے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے ایک بڑے سوداگر کو طلب کیا۔ اور پوچھا کہ مسلمان لوگ کیسے ہیں۔ اس نے بتایا۔ وہ بہت بہادر اور دلیر ہیں۔ مذہب کے بے حد پابند بڑے متقی اور خدا ترس ہیں۔ اپنے خلیفہ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرنا اپنے لئے سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ ان کے اندر کوئی نفاق یا تفرقہ نہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ بہت نرمی اور محبت سے پیش آتے ہیں۔ چھوٹے بڑے میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور ہر درجہ کی مساوات ہے۔ ہرقل نے خلیفۃ المسلمین کے متعلق دریافت کیا۔ تو اس سوداگر نے کہا۔ وہ بالکل عام مسلمانوں کی طرح رہتے ہیں۔ اور کوئی شخص تمیز نہیں کر سکتا۔ کہ یہ مسلمانوں کے واجب الاطاعت امام ہیں۔ ان کا لباس بالکل سادہ ہوتا ہے۔ اور بغیر کسی شان و شوکت کے اظہار کے مدینہ کی گلیوں میں پھرتے ہیں مسلمان بے تکلفی کے ساتھ ان سے جس وقت چاہیں۔ ملاقات کر سکتے ہیں۔ عدل و انصاف کرنے کے وقت خواہ کوئی کتنا ہی ان کا عزیز کیوں نہ ہو۔ وہ کسی کی رعایت نہیں کرتے

شاہ ہرقل کا مشورہ

شاہ ہرقل عربوں کی بہادری اور شمشیر زنی کے واقعات پہلے ہی سن چکا تھا۔ اور اسے خوب معلوم ہو چکا تھا کہ تین ہزار مسلمان اسکی آٹھ ہزار فوج کو جس میں بڑے بڑے شجاع اور جنگجو لوگ تھے۔ نہایت بری طرح شکست دے چکے ہیں۔ سوداگر مذکور سے ان کے تمدنی و معاشرتی حالات معلوم کر کے اس پر اور بھی رعب طاری ہو گیا۔ اور اس نے سمجھ لیا۔ کہ ایسے جانباز لوگوں کو ملک سے نکالنے کے لئے کم سے کم ایک لاکھ فوج مقابلہ کے لئے تیار کرنی چاہیئے۔

مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک لاکھ فوج

حسب قرارداد ایک لاکھ سپاہ تیار کی گئی۔ اور اسے دس دستوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ پر ایک بہادر شجاع سردار مقرر کر دیا گیا سارے لشکر کا سپہ سالار روبیس نامی ایک شخص کو بنایا گیا جس کی بہادری اور دلیری کی تمام ملک میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے دس ہزار کا ایک دستہ پہلے روانہ کیا۔ تاکہ اگر عرب پیش قدمی کریں تو سرحد پر ہی ان کو روکا جا سکے۔ اور خود بڑے بڑے ساز و سامان اور جنگی تیاریوں کے ساتھ بعد میں روانہ ہوا۔

مسلمانوں کا فلسطین میں ورود

ادھر اسلامی سپاہ کا وہ دستہ جو حضرت عمرو بن العاص کی سرکردگی میں تھا آہستہ آہستہ منزلیں طے کرتا ہوا جب علاقہ فلسطین میں پہونچا۔ تو چونکہ سنگلاخ اور بنجر راستوں پر سے گذرنے کی وجہ سے جانوروں کے لئے خاطر خواہ چارہ نہ بہم پہونچ سکا تھا۔ اور وہ سخت لاغر ہو گئے تھے۔ اس لئے فلسطین کے خطہ میں وارد ہوتے ہی اسکی سرسبزی اور شادابی کو دیکھ کر مسلمانوں نے چند روز وہیں قیام کرنے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ جانور تازہ دم ہو جائیں۔ اور مجاہدین بھی کچھ آرام کر لیں

رومیوں کے پیش رو دستہ کو شکست

اتنے میں اطلاع ملی کہ رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس طرف آرہا ہے۔ حضرت عمرو ابن العاص نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا کہ وہ ایک ہزار سپاہی لیکر مقابلہ کیلئے جائیں۔ اگر دشمن سے دوچار ہو جائیں۔ تو فوراً حملہ کر دیں اور مجھے اطلاع پہنچا دیں۔ چنانچہ وہ ایک ہزار چیدہ جوان لے کر روانہ ہو گئے۔ اور برابر ایک دن اور رات چلتے گئے۔ اگلے روز ذرا دم لینے کو ٹھیرے ہی تھے۔ کہ سامنے سے غبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ جو دراصل دشمن کی فوج تھی۔ حضرت عبد اللہؓ نے تجویز کی۔ کہ قبل اس کے کہ یہ لوگ ٹھیریں اور سنبھلنے پائیں۔ ان پر حملہ کر دینا چاہیئے۔ یہ تجویز کر کے ایک ولولہ انگیز تقریر کی کہ جس سے مسلمانوں کے دل جوش جہاد سے بھر گئے۔ اور وہ عقاب کی طرح جھپٹ کر دشمن پر جا پڑے۔ اول تو اس ناگہانی حملہ کو دیکھ کر رومی سخت گھبرائے۔ مگر بعد میں حملہ آوروں کی قلیل تعداد کو دیکھ کر سنبھلے۔ اور خوب زور شور سے تلوار چلنے لگی۔ رومی گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر گرنے لگے

رومی سپہ سالار کا قتل

حضرت عبد اللہ ہر طرف رومیوں پر قیامت ڈھا رہے تھے۔ کہ ان کا سامنا رومیوں کے سپہ سالار کے ساتھ ہو گیا آپ نے سامنے آتے ہی اس پر نیزہ سے وار کیا جس سے اس کا گھوڑا چار قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے بھی جوابی حملہ کیا۔ مگر آپ نے تلوار کے ساتھ اسے ایسی صفائی سے روکا۔ کہ نیزہ دو ٹکڑے ہو کر گر گیا۔ اور فوراً تلوار کا ایسا ہاتھ مارا۔ کہ وہ گھائل ہو کر گھوڑے سے گرا اور وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ یہ سانحہ دیکھ کر رومیوں کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ اور وہ بھاگ نکلے۔ حضرت عبد اللہؓ نے تن تنہا ان کا تعاقب کیا۔ اور بہت دور تک ان کو قتل کرتے ہوئے نکل گئے۔ اور جب واپس آئے تو سب نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ اس جنگ میں رومی کئی ہزار کی تعداد میں قتل ہوئے۔ لیکن مسلمان شہداء کی تعداد صرف سات تھی۔ جن پر نماز جنازہ پڑھ کر ان کو دفن کیا گیا۔ اور مسلمان کثیر مال غنیمت اور کئی قیدیوں کے ساتھ واپس اپنے ہیڈ کوارٹر میں پہونچ گئے۔

ایک لاکھ رومی فوج سے مقابلہ

اگلے روز حضرت عمرو بن العاص نے کوچ کا حکم دیا لیکن ابھی تھوڑا ہی رستہ طے کیا تھا۔ کہ انہیں رومیوں کے علم دکھائی دیئے۔ مسلمان وہیں ٹھیر گئے۔ اور لڑائی کے لئے صفیں درست کرنے لگے۔ چونکہ رومیوں کی کثیر تعداد کے پیش نظر خطرہ تھا کہ مسلمان کہیں گھیرے میں نہ آ جائیں۔ اس لئے حضرت عمرو بن العاص نے انہیں نہایت حکمت کے ساتھ کھڑا کیا اور انسانوں کا ایک ایسا قلعہ بنا دیا۔ جس پر کسی جانب سے بھی حملہ کرنا آسان نہ تھا۔ اتنے میں رومی بھی آ پہنچے۔ رومی سپہ سالار نے اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ اور ایک کے پیچھے دوسری صف کھڑی کی تا مسلمان آسانی کے ساتھ انہیں درہم برہم نہ کر سکیں۔ اور حکم دیا۔ کہ جب تک مسلمان حملہ نہ کریں۔ جم کر کھڑے رہو۔

حضرت سعید بن خالد کی جانبازی

رومیوں کے اس سکون کو دیکھ کر اسلامی سپہ سالار نے حضرت سعید بن خالد بن سعید کو حملہ کا حکم دیا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اکیلے ہی لشکر کے دائیں بازو پر حملہ کیا۔ اور پہلی صف کو توڑ کر دوسری تک جا پہنچے۔ اور بہت رومیوں کو تہ تیغ کر کے آپ بھی شہید ہو گئے۔

رومیوں کو شکست

اس پر حضرت عمرو بن العاص نے عام حملہ کا حکم دیدیا۔ اور اس شدت کا حملہ ہوا۔ کہ رومیوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ دو ہزار تو مارے گئے۔ اور باقی تاب مقاومت نہ لا کر سراسیمہ ہو کر بھاگ اٹھے۔ رومیوں نے انہیں روکنے کی انتہائی کوشش کی۔ مگر مسلمانوں کے آگے ٹھیرنا ان کے بس کی بات نہ تھی۔ اس پر وہ خود بھی بھاگ نکلا۔ مسلمانوں نے دور تک ان کا تعاقب کیا۔ اور شام کے قریب واپس آ گئے۔ اس جنگ میں مسلمان شہداء کی

تحقیق الادیان

روح و مادہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہیں

آریہ سماجی عقیدے

آریہ سماج کے اعتقادات میں بہت سے خلاف عقل اور باطل عقیدے موجود ہیں۔ مگر ان کو وہ بڑے فخر کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کوئی گناہ بغیر سزا کے معاف نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر خدا بغیر سزا دینے کے کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ تو پھر وہ سرو شکتیمان (قادر مطلق) کیسا؟ اور اس کی رحمت کیسی؟ اسی طرح کہتے ہیں انسان اپنے گناہوں کے بدلے مختلف جونوں میں جاتا ہے۔ بعض گناہوں کے بدلے درخت۔ سبزی اور پھل پھول والے پودوں کا جنم لیتا ہے۔ بعض گناہوں کی پاداش میں گدہا۔ کتا وغیرہ جانور بنا دیا جاتا ہے۔ اور بعض کم گناہگاروں کو ادنیٰ درجہ کی انسانی جون دے دی جاتی ہے۔ جس نے زیادہ گناہ کئے ہوں۔ اس کو غربت۔ بیماری۔ کند ذہنی نسیان وغیرہ میں مبتلا رکھا جاتا ہے۔ اور جس نے کم گناہ کئے ہوں اس کو کم درجہ کی تکلیفوں میں رکھا جاتا ہے پھر یہ عقیدہ پیش کرتے ہیں کہ خدا فاعل بالارادہ نہیں بلکہ فاعل بالخاصہ ہے یعنی جس طرح مثلاً آگ فاعل بالخاصہ ہے جو کسی چیز کو اپنے ارادہ سے گرم نہیں کرتی۔ بلکہ جو چیز بھی اس کے قریب ہوگی۔ وہ گرم ہو جائیگی۔ یہی حال پرمیشر کا ہے۔ حالانکہ اگر یہی بات ہو تو پھر کسی کو پرمیشور سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ جو ہونا ہے۔ وہ تو ہو کر ہی رہیگا۔ ایشور اس کو روک نہیں سکتا۔ پس کسی گناہگار کو اپنے گناہ کی وجہ سے ایشور کا خوف نہ رہیگا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی طرف سے مجھے جو کچھ بھی پہنچیگا وہ اس کے ارادہ سے نہیں بلکہ اس کے خاصہ کی وجہ سے ہوگا۔ اور اس صورت کو ماننے سے لازماً دنیا گناہوں میں ترقی کریگی۔ اس خراب نتیجہ کے لازم آنے سے ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ ہی غلط ہے۔ کہ خدا فاعل بالخاصہ ہے۔

روح و مادہ کے متعلق آریوں کا عقیدہ

آریہ سماج کے بہت سے غلط عقائد میں سے میں نے اس وقت چند باتیں پیش کی ہیں۔ جن کا بطلان متعدد دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس وقت میں آریوں کے اس عقیدہ کا بطلان ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ جو وہ روح و مادہ کے بارہ میں رکھتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں۔ کہ جس طرح ایشور ازلی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح روح و مادہ بھی ازلی ہیں مطلب یہ کہ ایشور نے روح و مادہ کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ یہ دونوں چیزیں اس کے ساتھ خود بخود چلی آ رہی ہیں۔ اور نہ ہی ایشور نے روح و مادہ کے اوصاف کو پیدا کیا ہے۔ وہ نہ ان کو فنا کر سکتا ہے۔ اور نہ ان کی کوئی صفت کم و بیش کر سکتا ہے۔

قبل اس کے کہ میں اپنی طرف سے وہ دلائل پیش کروں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ روح و مادہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہیں۔ میں آریہ سماج کے ان دلائل کی تردید کرنا چاہتا ہوں جو وہ قدامت روح مادہ کے اثبات کیلئے پیش کیا کرتے ہیں۔

قدامت روح و مادہ کے متعلق پہلی دلیل کا ابطال

پہلی دلیل وہ قدامت روح و مادہ کے لئے یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ دنیا میں جو چیز بھی بنتی ہے۔ اس کی کوئی نہ کوئی علت مادی ہوتی ہے۔ بغیر علت مادی کے کوئی چیز نہیں بن سکتی۔ مثلاً اگر مٹی نہ ہو۔ تو گھڑا نہیں بنایا جا سکتا اگر لکڑی نہ ہو۔ تو میز کا تیار ہونا ناممکن ہے۔ اور یہ قانون کلی ہے۔ پس اگر روح و مادہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہیں۔ تو ان کی بھی کوئی نہ کوئی علت مادی ضرور ہونی چاہیئے۔ لیکن چونکہ روح و مادہ کی کوئی علت مادی نہیں جس سے ایشور نے ان کو بنایا اس لئے روح و مادہ قدیم ہیں۔ ایشور کی مخلوق نہیں۔ کہ ان کو حادث کہا جا سکے۔ آریوں کی اس دلیل کا جواب یہ ہے۔ کہ جس طرح یہ قانون کلی ہے۔ کہ بغیر علت مادی کے کوئی چیز نہیں بن سکتی۔ بعینہٖ یہ بھی قانون کلی ہے۔ کہ بغیر علت آلی کے کوئی چیز نہیں تیار ہو سکتی اور ان دونو قوانین میں کسی قسم کا استثناء نہیں یعنی جس طرح گھڑے کے لئے مٹی۔ میز کے لئے لکڑی۔ قفل کے لئے لوہا وغیرہ مواد ضروری ہیں۔ اسی طرح ان کے بنانے کے لئے ایسے آلات اور اوزاروں کی بھی ضرورت ہے۔ جن کے ذریعہ ان کے مادہ کو استعمال میں لا کر یہ اشیاء بنائی جائیں۔ مگر باوجود اس دوسرے قانون کے کلی ہونے کے آریہ سماجی اس میں ایشور کا استثناء کرتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں۔ کہ ایشور بغیر علت آلی کے بھی اشیاء بنا سکتا ہے۔ پس اگر آریہ اس قانون کلی میں ایشور کا استثناء کر سکتے ہیں۔ تو ہم کیوں پہلے قانون میں خدا کا استثناء کرتے ہوئے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ خدا بغیر علت مادی کے بھی اشیاء بنا سکتا ہے۔

علت آلی اور بانی آریہ سماج

یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ اس کی تائید بانی آریہ سماج سوامی دیانند جی کے تحریروں سے بھی ہوتی ہے۔ اول انہوں نے علت آلی کو علت مادی کی طرح کلیہ مانا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "گھڑے کا بنانے والا علت فاعلی ہے اور مٹی علت مادی اور چک اور ڈنڈا وغیرہ علت آلی ۔۔۔۔۔ ان تینوں علتوں کے بغیر کوئی شے بھی نہیں بن سکتی اور نہ بگڑ سکتی ہے" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۳

اور پھر اس سے ایشور کا استثنا کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"پرمیشر سے کوئی معمول اس کے ہم جنس نہیں بنتا اور نہ اسے علت آلاتی یعنی دوسرے آلی اوزاروں کی ضرورت ہے کوئی اس کے برابر نہیں نہ اس سے زیادہ ہے۔" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۶

پس غور کا مقام ہے کہ اگر علت آلاتی کو کلیہ مان کر آریہ اس سے پرمیشور کا استثناء کر سکتے ہیں۔ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ خدا باوجود علت مادی کے کلیہ ہونے کے اس کے بغیر روح و مادہ کا خالق و مالک ہے۔

دوسری دلیل کا ابطال

دوسری دلیل آریہ قدامت روح و مادہ کے اثبات کے لئے یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ جس طرح ایشور قدیم سے ہے۔ اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم سے ہیں۔ اور اس کی صفات میں سے ایک صفت مالک ہونا بھی ہے۔ اور یہ بھی قدیم سے ہے۔ چونکہ مالکیت کا مفہوم مملوک کو چاہتا ہے ورنہ بغیر مملوک کے وجود کے مالکیت کیسی؟ اور چونکہ مالکیت قدیم سے ہے۔ اس لئے اس کا مقتضی یعنی مملوک روح و مادہ بھی قدیم سے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آریوں کی تمہید اور یہ نتیجہ ہمیں مسلم ہے کہ مملوک ہمیشہ سے ہونا چاہیئے۔ مگر یہ نتیجہ کہ یہی روح و مادہ ہمیشہ سے مملوک ہیں۔ مسلم نہیں ہے بلکہ ہمارے نزدیک اس روح و مادہ سے قبل اور روح و مادہ تھا اور اس سے قبل اور تھا۔ وقس علیٰ ھذا

آریوں کی اس دلیل کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص زید کے گھر جائے۔ اور وہاں کھانا پڑا دیکھ کر کہے۔ کہ زید پچاس سال سے ہے اور وہ کھانا بھی پچاس سال سے کھاتا آ رہا ہے۔ اس لئے یہ کھانا بھی پچاس سال سے ہی ہے۔ ہم پہلی تمہید مسلم ہے۔ مگر یہ نتیجہ کہ کھانا بھی پچاس سال سے ہے مسلم نہیں۔ بلکہ محض اتنا ثابت ہوتا ہے۔ کہ زید کھانا کھاتا ہے۔ اور آج سے پہلے اور کھانا تھا اور اس کھانے سے پہلے اور کھانا۔ اس مثال کے علاوہ ہم آریہ سماج کا مسلمہ مثال

پیش کرتے ہیں - کہ وہ خدا کی ایک صفت سرِشٹی رچنا یعنی دنیا پیدا کرنا بھی مانتے ہیں - لیکن ہر سرشٹی کو وہ حادث مانتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ اس سرشٹی سے قبل اور سرشٹی تھی اور اس سے قبل اور - یعنی سرشٹیوں کا سلسلہ قدیم ہے - مگر ہر ایک سرشٹی قدیم نہیں - اسی طرح ہم خدا تعالیٰ کی مالکیت کو قدیم ماننے کی وجہ سے مملوک کو بھی علیٰ سبیل البدلیت قدیم مانتے ہیں - مگر کوئی خاص فرد قدیم نہیں - ×

تیسری دلیل کی بطالت

تیسری دلیل آریہ قدامت روح و مادہ کے لئے یہ پیش کرتے ہیں - کہ ہمارے مشاہدہ میں کوئی چیز نیست سے ہست نہیں ہوئی - بلکہ ہر شے ہست سے نیست ہوتی ہے - ایسی جو امر ہمارے مشاہدہ میں نہ آئے - ہم اسے کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں - ؟

اس کا جواب یہ ہے - کہ آریہ خود بعض باتیں ایسی مانتے ہیں - جو ان کے مشاہدہ میں کبھی نہیں آئیں - مثلاً ابتدائے عالم میں زمین سے جوان جوان آدمیوں کا اگنا نہیں خدا کا گیان (الہام) ہونا وغیرہ پس جب باوجود مشاہدہ میں نہ آنے کے آریہ ان باتوں کو تسلیم کرتے ہیں - تو کیا حرج ہے - جو ہم ابتدائے دنیا میں نیست سے ہست ہونا مان لیں -

آریوں کے ان تین زبردست دلائل قدامت روح و مادہ کی تردید کرنے کے بعد آئندہ میں وہ دلائل تحریر کروں گا - جن سے روح و مادہ کا حدوث ثابت ہوتا ہے - اور یہ کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں - ازلی و قدیم نہیں - جیسا کہ آریہ سماج عقیدہ بنائے ہوئے ہیں -

خاکسار عطاء الرحمٰن مولوی فاضل جامعہ

اردو ترجمہ گلینسی رپورٹ

مسلمانان ریاست کشمیر کی شکایات اور ان کے مطالبات کی اہمیت کا اندازہ لگانے کیلئے جو گلینسی کمیشن مقرر ہوا تھا اس کی مرتب کردہ رپورٹ کا اردو ترجمہ معہ مہاراجہ بہادر کے احکام کے ترجمہ کے مظفر برادرس تاجران کتب لاہور نے شائع کیا ہے - چونکہ ریاست جموں و کشمیر کی آئینی اصلاحات کی بنیاد اسی رپورٹ کو قرار دیا جائیگا - اس لئے نہ صرف کشمیر کے ہر ایک پڑھے لکھے مسلمان کو بلکہ مسلمانان کشمیر سے ہمدردی رکھنے والے دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کا مطالعہ کرنا چاہئیے - قیمت فی جلد ۸ / خرچ ڈاک ۶ / زیادہ جلدیں منگانے پر محصول ڈاک میں رعایت ہو جاتی ہے - ملنے کا پتہ :- مظفر برادرس تاجران کتب لاہور

پبلک سروس کمیشن کا اعلان

پبلک سروس کمیشن نے حال میں ایک اعلان شائع کیا ہے - جس کا ترجمہ اس لئے درج ذیل کیا جاتا ہے - کہ مسلمان نوجوان اصل سے آگاہ ہو کر فائدہ اٹھا سکیں -

۱ - پبلک سروس کا امتحان غالباً شروع نومبر ۱۹۳۲ء میں ہوگا - صحیح تاریخ بعد میں شائع کی جائے گی - کامیاب امیدواروں سے ۳۰ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پہلے پہلے سکرٹریٹ اور متعلقہ دفاتر کے اسسٹنٹوں اور معمولی گریڈ کے کلرکوں کی جگہ پر کی جائیگی -

۲ - خالی جگہوں کی بعد میں اشاعت کی جائیگی - مگر کم از کم ۲۷ اسامیوں میں ۴ مسلمانوں اور ۲ زنانہ کلرکوں کے لئے ریزرو ہونگی - ×

۳ - جس محکمہ میں یہ جگہیں ہونگی - اس کے اعلیٰ افسر کو اختیار ہوگا - کہ کتنی جگہیں اقلیت کو دی جائیں گی - اور کتنی دوسروں کو - مگر شرط یہ ہوگی - کہ ان کے نتیجہ کے لحاظ سے جوں جوں جگہیں خالی ہوں گی - پُر کی جائیں گی - اور ریزرو ڈ پوسٹ جو کسی خاص کلاس یا فرقہ کے لئے ہونگی - پبلک سروس کمیشن کامیاب امیدواروں میں سے دیکھ لیگا - کہ آیا امیدوار گورنمنٹ آف انڈیا کے منسٹریل عملہ کے قابل ہے

۴ - یہ ہو سکتا ہے - بعض اسامیاں اول و دوم درجہ کی خالی ہوں - ان کے لئے علیحدہ امتحان ہوگا - اور ان کیلئے علیحدہ اعلان کیا جائیگا -

شرائط درخواست

۵ - درخواستیں چھپے ہوئے فارم پر دی جائیں - جو کہ سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ سے مل سکتی ہیں - ضروری سرٹیفکیٹس - سکرٹری پبلک سروس کمیشن کو ۱۵ اگست ۱۹۳۲ء سے پہلے پہونچ جانی چاہئیں -

۶ - امتحان کی فیس - ۱۵/ روپیہ ہوگی - جو کسی سرکاری خزانہ میں داخل کر کے اس کی رسید درخواست کے ساتھ بھیجی جاوے گی - اور یہ فیس کسی صورت میں بھی واپس نہ ہوگی - ×

مقامات امتحان اور دیگر امور

۷ - امتحان مقابلہ غالباً مندرجہ ذیل مقامات پر ہوگا - بمبئی کلکتہ - مدراس - دہلی - شملہ

۸ - پبلک سروس کمیشن کو اختیار رہوگا - کہ وہ ہر ایک مضمون کے قابل سروس نمبر مقرر کرے -

۹ - امیدواروں کی عمر یکم اپریل ۱۹۳۲ء کو ۱۹ سال سے کم اور ۲۴ سال سے زیادہ نہ ہو - امیدوار انٹرنس یا جونیئر کیمبرج لوکل امتحان پاس ہوں - یا کسی منظور شدہ یونیورسٹی کی میٹرکیولیشن یا میسور یا عثمانیہ یونیورسٹی کے پاس شدہ ہوں - یا ایسا امتحان جو کسی منظور شدہ یونیورسٹی کے میٹرک کے برابر ہو - پاس ہوں -

مضامین امتحان

۱۰ - مضامین برائے امتحان اور نمبر اور وقت مندرجہ ذیل ہوگا -

(الف) ریاضی کا وقت ایک گھنٹہ اور نمبر ۱۰۰ ہونگے

(ب) ہینڈ رائٹنگ کا وقت ۲۰ منٹ اور نمبر ۵۰ ہونگے - امیدوار ایک چھپے ہوئے انگلش پیراگراف کی نقل کریں گے - نمبر صحت - صفائی خوشخطی اور رفتار تحریر پر دئے جائیں گے - اگر کوئی امیدوار پورا پیراگراف نقل نہ کر سکیگا - تو اس کے نمبر کمی کے لحاظ سے کاٹ لئے جاویں گے

(ج) جنرل نالج کا وقت ایک گھنٹہ ہوگا اور نمبر ۱۵۰ امیدوار واقعات حاضرہ - عام اصول - روزمرہ کے دلچسپ حالات اور عام معلومات کے سوالوں کے مختصر جواب دیں گے -

(د) انگریزی مضمون نویسی کا وقت دو گھنٹہ اور نمبر ۲۰۰ ہونگے امیدواروں کا مندرجہ ذیل امور کا بھی ٹسٹ لیا جائیگا

۱ - خطوط نویسی

۲ - اختصار نویسی

۳ - انگریزی کی غلطیوں کی صحت

۴ - صحت پروف

۱۱ - جب کسی امیدوار کو جگہ دی جائیگی - تو اسے ٹائپ رائٹنگ کا ٹسٹ امتحان پاس کرنا ہوگا - اور ٹسٹ سخت ہوگا - اس میں فیل شدہ امیدوار کو جگہ نہ دی جائیگی

دستخط :- سکرٹری پبلک سروس کمیشن مقام شملہ

اخبار شانِ گجرات

شانِ گجرات پنجاب کے خطہ یونان گجرات کا ہے - اس میں علمی ادبی - اخلاقی اور تواریخی مضامین کے علاوہ بلند پایہ افسانے - نظمیں ملکی اور گجرات کی خبروں کا خاص اہتمام کیا گیا ہے - اخبار بینی کے شائق حضرات اور خصوصاً گجرات کے معزز شہری خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں ہوں اسے اپنے میز کی زینت بنائیں - خود پڑھیں اور دوست احباب کو پڑھائیں - چندہ سالانہ تین روپے ششماہی دو روپے

مینیجر اخبار "شانِ گجرات" گجرات

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغ احمدیت

شہباز پور بنگال میں مناظرہ

۱۲ مئی ۱۹۳۲ء کو صداقت مسیح موعود اور نبوت مسیح موعود پر مناظرہ ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی حسن الدین صاحب اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی سید سعید احمد صاحب مناظر تھے۔ اطراف جوانب کے سارے مولوی صاحبان اور پیر صاحبان اس مناظرہ میں شریک ہوئے۔ اس مجلس مناظرہ کے پریذیڈنٹ اس علاقہ کے سب سے بڑے پیر مولوی تمیز الدین صاحب کو مقرر کیا گیا۔ مباحثہ بعد نماز مغرب شروع ہوا۔ اور تین بجے رات تک جاری رہا۔ پریذیڈنٹ صاحب مجلس نے ہمارے مبلغ صاحب سے دریافت کیا۔ کہ آپ لوگ قرآن شریف اور حدیث کو مانتے ہیں یا نہیں! جواباً کہا گیا۔ ضرور مانتے ہیں۔ ہمارے مقابل مناظر صاحب بھی قرآن شریف کو کامل کتاب اللہ مانتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر مانتے ہیں۔ تو بتائیں کہ کسی مامور من اللہ کو پرکھنے کے لئے قرآن شریف نے کیا معیار قرار دیئے ہیں۔ انشاء اللہ میں انہی معیاروں سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود و مہدی آخر الزمان ثابت کر کے دکھلا دوں گا۔

اس بات کو سنتے ہی مولوی صاحبان اور پیر صاحبان حیران رہ گئے۔ اور آپس میں مشورہ شروع کر دیا۔ مگر کوئی جواب نہ بن پڑا جس پر سامعین نے کہنا شروع کر دیا ہم نے سمجھ لیا ہے۔ ہمارے مولوی صاحبان قرآن شریف سے بالکل ناواقف ہیں۔ اب ہم لوگ پریذیڈنٹ صاحب مجلس سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ قادیانی مبلغ صاحب سے کہا جائے۔ کہ وہ بیان کریں۔ مرزا صاحب قادیانی کس طرح مہدی اور نبی ہوئے۔ اس پر پریذیڈنٹ صاحب نے ہمارے مبلغ سے کہا۔ دس منٹ کے اندر بیان کریں۔ اس کے بعد مولوی حسن الدین صاحب اعتراض کریں گے۔ ہمارے مبلغ صاحب نے کہا۔ پریذیڈنٹ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کو مہدی آخر الزمان اور نبی ثابت کرنے کے لئے جو وقت دیا ہے۔ وہ بالکل ناکافی ہے۔ اور جن مولوی صاحب نے قرآن شریف کی تعلیم سے بالکل ناواقف ہونا ظاہر کر دیا ہے۔ وہ کس طرح ہمارے دلائل پر اعتراض کر سکتے ہیں۔ اس پر پریذیڈنٹ صاحب سے نصف گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ آخر پریذیڈنٹ صاحب نے وقت بڑھانے سے بالکل انکار کر دیا۔ مجبوراً ہمارے مبلغ صاحب نے اس تنگ وقت میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور نبوت مسیح موعود پر تقریر کی۔ اس کے بعد غیر احمدی مناظر صاحب نے آیت خاتم النبیین پیش کرتے ہوئے ایک فتویٰ قریباً دو گھنٹہ تک پڑھ کر سنایا جس میں لکھا تھا۔ قادیانی کافر ہیں۔ ان کے ساتھ سلام کلام اور کسی قسم کا تعلق رکھنا کفر ہے۔ اس پر جلسہ کو ختم کرتے ہوئے مولوی صاحبان چل پڑے۔ لیکن سامعین نے ان کو مجبور کر کے بٹھایا۔ اور کہا۔ کہ قادیانی مولوی صاحب کو بیان کرنے کے لئے صرف دس منٹ وقت دیا۔ اور آپ دو گھنٹہ تک کتاب پڑھتے رہے۔ اب آپ لوگوں کو قادیانی مولوی صاحب کا جواب سن کر جانا ہو گا۔ اس کے بعد ہمارے مبلغ نے فتویٰ کی ہر بات کو رد کر کے سامعین کو دکھایا۔ اور آیت خاتم النبیین کے معنی بیان کئے۔ اس کے بعد سخت بارش شروع ہو گئی۔ اور جلسہ برخواست ہو گیا۔ سامعین نے سلسلہ احمدیہ کا بہت اچھا اثر لیا۔

(خاکسار انوار الدین احمد سکرٹری چندن پاٹ۔ انجمن احمدیہ رنگپور)

ضلع شیخوپورہ

عرصہ زیر رپورٹ میں تحصیل شیخوپورہ کے مندرجہ ذیل دیہات میں تبلیغی وفود بھیجے گئے۔ بھاپہ وہیروا۔ کوٹ رنجیت۔ قلعہ امر سنگھ۔ منڈھالی مراد کے کلاں خسرو بدو مرادے۔ پیر کوٹ

ان دیہات میں زیادہ تر مسلمان ان سے کم سکھ اور عیسائی صاحبان سے تبادلہ خیالات ہوا۔ جماعت احمدیہ ہرنہ کے دو معلموں نے مندرجہ ذیل دیہات میں دورہ کیا۔

چک ہنگری کے۔ غازی منڈ کے۔ مڈوال۔ قلعہ وزیرہ آوی گاؤں میں تقریباً ساٹھ آدمیوں کو متواتر تین گھنٹے تک تبلیغ کی گئی۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ (خاکسار علی محمد نائب مہتمم تبلیغ شیخوپورہ)

جھجر میں مناظرہ

جامع مسجد جھجر میں مولوی عبد المجید صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مناظرہ ہوا۔ حاضرین کی تعداد بہت کافی تھی۔ مناظرہ تین گھنٹہ تک ہوا۔ لیکن فریق مخالف سوائے اسبات کے کہ نبوت کا دعویٰ اسلام کے خلاف ہے۔ اور کوئی بات پیش نہ کر سکا لیکن جب ثابت کیا گیا۔ کہ اجرائے نبوت کا عقیدہ نیا عقیدہ نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کا یہی عقیدہ تھا۔ تو اس مسئلہ سے کنارہ کشی کر لی۔ اور اعتراضات پر زور دیا۔ جو خارج عن المبحث تھے۔ لیکن جب ہر ایک کا فرداً فرداً وضاحت سے جواب دیا گیا۔ اور بیباک پر واضح کر دیا گیا۔ کہ یہ محض دھوکہ دینے کی غرض سے غلط پیرایہ میں پیش کئے گئے ہیں۔ تو آخری تقریر میں ایک مولوی صاحب نے شرارت کرنی چاہی لیکن سمجھدار طبقہ نے ان کو بٹھا دیا۔ اور مناظرہ امن و سکون سے ہوا۔ اس مناظرہ میں مدمقابل مولوی صاحب کی کمزوری دیکھ کر مولوی عبد السمیع صاحب دیوبندی نے مناظرہ کا چیلنج دیا جسے منظور کر لیا گیا۔ چنانچہ رات کو ان سے مناظرہ ہوا لیکن اس میں بھی جب وفات مسیح کی تائید اور اس کے ثبوت میں گیارہ قرآنی آیات اور ۷ احادیث پیش کی گئیں۔ تو غیر احمدی مولوی صاحب نہ تو ان کو توڑ سکے۔ اور نہ ہی کوئی دلیل قرآن کریم یا حدیث سے حیات مسیح کی تائید میں پیش کی۔ حاضرین پر اچھا اثر ہوا۔ اور اگلے دن اسی وقت صداقت حضرت مسیح موعود پر مناظرہ قرار پایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت دعویٰ پر قرآنی معیار پیش کئے گئے۔ مدمقابل مولوی صاحب محض تمسخرانہ طریقے سے وقت ٹالتے رہے۔ پبلک نے ان کی کمزوری کو اچھی طرح محسوس کر لیا۔ آخری تقریر میں شور ڈالنے اور جلسہ کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن شرفاء کے دخل دینے سے مولوی صاحبان کی یہ تجویز بھی کارگر نہ ہوئی۔ ان تین مناظروں کا اثر یہ ہوا ہے کہ لوگ تحقیق کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔

(خاکسار عبد الرحمان انور بوتالوی)

خانیوال میں جلسہ

۸ جون خانیوال میں جلسہ ہوا۔ جرائم پیشہ اقوام کے احمدی انصار اللہ نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اور نظم "وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو" سریلی آواز میں پڑھی۔ ازاں بعد مبارشہ محمد عمر صاحب نے اپنا لیکچر قرآن مجید اور وید پر دیا۔ پھر مولوی عبد السلام صاحب نے ہندوستان کی پولیٹیکل حالت۔ ہندو مسلم تنازعات وغیرہ پر ایک پر از معلومات لیکچر دیا۔ مقامی افسران۔ سول و پولیس و وکلاء موجود تھے۔ ہر خیال اور ہر فرقہ نے اس لیکچر کو پسند کیا۔

۹ جون پھر اجلاس منعقد ہوا۔ مولوی عبد الاحد صاحب نے اجرائے نبوت پر مبسوط تقریر کی۔ اس کے دوران میں ہی غیر احمدی کیمپ میں ہلچل مچ گئی جسے پولیس سب انسپکٹر اور بعض وکلاء نے دبا دیا۔ مگر ساتھ ہی ان کی طرف سے چیلنج دیا گیا۔ جو منظور کر لیا گیا

آریہ سماج کی طرف سے چیلنج مباحثہ ہوا۔ دو دن خط و کتابت ہوتی رہی۔ مگر لا نتیجہ رہی۔ ہاں مولوی علی محمد صاحب اجمیری نے بھی صداقت مسیح موعود پر ایک نہایت مؤثر تقریر کی۔ (خاکسار محمود احمد قریشی)

تبلیغی رپورٹ انجمن احمدیہ کیرنگ اڑیسہ

ماہ رمضان المبارک سے حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نے درس قرآن شریف دینا شروع کیا تھا۔ سات پارہ تک درس ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اس علاقہ میں سرداپور ایک غیر احمدیوں کا مرکز ہے۔ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کو لیکر ہم لوگ بغرض تبلیغ گئے۔ ۱۲ اطراف کے غیر احمدی بھی شریک جلسہ تھے حاضرین نے آپکی تقریر اطمینان سے سنی۔ ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے چند اعتراض پیش کئے جن کے تشفی بخش جواب مجاہد صاحب نے دئے مولانا ظہور حسین صاحب کوہ کر مولوی عبد الستار صاحب کیرنگ پہنچے۔ آپنے متعدد تقریریں کیں۔ نوجوانوں نے جسمانی ورزش۔ کشتی۔ پٹہ۔ گتکا وغیرہ کرتب دکھلائے پھر مولانا ظہور حسین سنگا گوڑا بستی میں گئے۔ جہاں لوگوں نے آپ کی تقریر دلچسپی سے سنی۔ (خاکسار عبد الحمید خان احمدی)

اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۲ء — نمبر ۱ جلد ۲۰

آئندہ نظام حکومت کے متعلق وزیر ہند کا تازہ بیان

۲۷ جون دار العوام میں وزیر ہند کی طرف سے ایک بیان دیا گیا ہے۔ جو اسی دن ہندوستان میں شائع کیا گیا۔ وہ یہ ہے:

جب سے گول میز کانفرنس میں حکومت کی اعلان کردہ پالیسی کی پارلیمنٹ میں تصدیق ہوئی ہے۔ اس وقت سے حکومت کو اس امر کا انتہائی احساس رہا ہے۔ کہ ایسی تجاویز اختیار کی جائیں جنہیں آئین و دستور کی صورت میں منتقل کرنا نہایت آسان ہو۔ اس بارے میں اصلی کارروائی تو ان تین کمیٹیوں کی تحقیقات پر مشتمل ہے۔ جو حال ہی میں ہندوستان سے واپس آئی ہیں۔ ان کمیٹیوں میں سے دو کی رپورٹیں تو اس وقت ملک معظم کی حکومت کے پاس موجود ہیں۔ اور تیسری کے متعلق یہ توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ بہت جلد تیار ہو جائیگی۔ پھر حکومت یہ فیصلہ کر سکے گی۔ کہ آئندہ پروگرام کیا ہوگا

صوبجات کی خود مختاری اور فیڈریشن کا نفاذ

اولاً حکومت نے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ایک ہی بل کے ذریعہ سے صوبجات کے لئے خود مختارانہ دستور اور صوبجات و ریاستوں کی مشترکہ فیڈریشن تیار کی جائے گی۔ حکومت کا ارادہ ہے۔ کہ اس قانون میں ایسی دفعات رکھی جائیں جن کے رو سے صوبجات میں حکومت خود اختیاری کے آئین کو فوری طور پر نافذ کر دیا جائے۔ اور فیڈریشن کے حقیقی نفاذ کے لئے تمام لوازمات کی تکمیل کا انتظار نہ کیا جائے۔ چونکہ ملک معظم کی حکومت کی پالیسی کا یہ ایک طےشدہ پہلو ہے۔ کہ مجوزہ بل کے ذریعہ سے جو فیڈریشن قائم کی جائے گی۔ وہ تمام ہندوستان کی فیڈریشن ہوگی۔ اس لئے یہ لازمی ہے۔ کہ اس کے متعلق اجزا کو فیڈریشن میں شریک ہونے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔ اور اس مقصد کی تکمیل کی خاطر پارلیمنٹ میں جو تجاویز پیش کی جائیں گی۔ وہ ہر لحاظ سے مکمل ہونی چاہئیں

موثر حفاظت کی تدابیر

بل پیش ہونے کے وقت اس بات کا معقول طور پر یقین دلایا جائے۔ کہ جدید ہیئت کی ترکیب کے استحکام کے لئے مالی اور دیگر ضروریات صوبجات۔ ریاستوں۔ فیڈرل حکومت اور پارلیمنٹ کے یکساں طور پر اس قابل بنادیں گی کہ وہ باہم یک آہنگی سے منصفانہ فرائض کو انجام دیتے رہیں۔ نیز جو مفاد تحفظ کے محتاج ہیں انہیں معقول اور موثر تحفظ کا یقین دلایا جائے۔ بہر حال ان شرائط کی تعمیل کے لئے حکومت ہر ممکن کوشش کرے گی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے حالات کے صحیح مطالعہ سے جو مشکلات پیدا ہوتی نظر آئیں ان کے ازالہ کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جائیگا

ملک معظم کی حکومت ایک طرف تو اس طریق کار پر اچھی طرح غور کر چکی ہے جس کے ذریعہ سے ان مشکلات کا نہایت موثر طریق پر مقابلہ کیا جائیگا۔ اور دوسری جانب ہندوستانی راہنماؤں کے ساتھ گول میز کانفرنس کے ذریعہ سے حاصل شدہ تعاون اور مشاورت کے حق کو بھی محفوظ رکھا گیا ہے ؛

فیصلہ کس طرح ہوگا؟

موجودہ حالات کے غور و مطالعہ کے بعد حکومت اس نتیجہ پر پہنچی ہے۔ کہ وہ اہم مسائل جو تاحال فیصلہ طلب ہیں۔ اس منزل پر پہنچ چکے ہیں جبکہ ان کے متعلق آخری فیصلہ بڑے بڑے اداروں کے رسمی اجلاسوں مثلاً گول میز کانفرنس یا فیڈرل سٹرکچر کمیٹی کے ذریعہ سے کیا جائیگا۔ حکومت اس نتیجہ پر پہنچی ہے۔ کہ اہم مسائل پر فوری تصفیہ کے حصول کا یہی ایک بہترین طریقہ ہے۔ کہ مندرجہ ذیل پروگرام کے طریق عمل میں اگرچہ کچھ اختلاف موجود ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اتحاد و یگانگت ضرور حاصل ہو جائے گی۔ جو اب تک مکمل شدہ کام کی اساس و بنیاد رہی ہے۔ علاوہ ازیں اس ضمن میں فرقہ وار مسائل کی اس شق کا فیصلہ کرے گی۔ جس کے تصفیہ کی وہ ذمہ داری لے چکی ہے۔ اور جو آجکل آئندہ ترقی میں حائل نظر آ رہے ہیں۔

فرقہ وار تصفیہ کا اعلان

حکومت اس وقت اس فیصلہ کے حقیقی شرائط کے تصفیہ میں مصروف ہے۔ اور اگر کوئی خاص مشکلات مزاحم نہ ہوئیں۔ تو موجودہ موسم گرما میں کسی وقت اس کے متعلق اعلان کر دیا جائے گا۔ تاہم یہ امر واضح ہے کہ فرقہ وار مسائل کا تصفیہ ان مشکلات کو بھی دور کر دیگا۔ جو آج تک ترقی کے راستہ میں حائل رہی ہیں۔ اور حکومت کو اس بات کا یقین ہے۔ کہ تصفیہ حقوق کا فیصلہ ہوتے ہی مشاورتی کمیٹی کا اجلاس شروع ہو جائیگا۔ اور مسلسل کارروائی کے بعد وہ اپنے بعض نہایت ہی اہم مفوضہ فرائض کے متعلق اپنا مجموعی فتویٰ صادر کر دے گی جو مسائل اس طرح طے کئے جائیں گے۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کے متعلق کانفرنس یا کمیٹی نے لندن میں کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا بلکہ برطانوی ہند اور ہندوستانی ریاستوں کے متعلق تمام مسائل کا تصفیہ مشاورتی کمیٹی کے ذریعہ سے کیا جائیگا

مشاورتی کمیٹی کا اجلاس

ملک معظم کی حکومت ان وسائل پر غور کر رہی ہے جن کے ذریعہ سے ان مشکلات کا حل بآسانی اور بعجلت ہو سکے جو ریاستوں کے معاملہ میں در پیش ہیں۔ ملک معظم کی حکومت کو اس بات کے متعلق بڑا یقین ہے۔ کہ مشاورتی کمیٹی کے مباحث سے ترقی کے یہ مسائل بھی طے ہو جائیں گے۔ اس کے اختتامی اجلاس میں ممکن ہے کہ بعض مسائل رہ جائیں۔ مثلاً اس نوع کے مالی تحفظات کا مسئلہ جو بااعتبار موضوع اس قابل ہوگا۔ کہ لندن کے بعض غیر رسمی اجلاسوں میں بعض تجربہ کار شخصیتوں کی امداد سے طے کر لیا جائے اگر یہ امید بر آئی۔ تو حکومت ان غیر رسمی اجلاسوں کے بعد مندرجہ ذیل طریق پر اس معاملہ کو براہ راست پارلیمنٹ میں لے جائیگی

پارلیمنٹ کی مشترکہ کمیٹیاں

ملک معظم کی حکومت کی یہ رائے ہے۔ کہ ہندوستانی راہنماؤں کے ساتھ مشورہ کی آخری منزل کو صرف معین تجاویز کی صورت میں طے کیا جا سکتا ہے۔ لہذا وہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کو اس بات کا مشورہ دے گی۔ کہ بل کے نفاذ سے قبل ایک مشترکہ منتخب کمیٹی قائم کی جائے جو دستور اساسی کے اعادہ کے متعلق اپنی تجاویز پیش کرے۔ اور کمیٹی کو یہ اختیار حاصل ہو۔ کہ وہ ہندوستانی راہنماؤں کے ساتھ مشورہ کر سکے۔ ہر حکومت کا یہ خیال رہا ہے۔ کہ مباحث کی کسی منزل پر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی ایک مشترکہ منتخب کمیٹی بنائی جائے جو آئینی اصلاحات کا بامعان نظر جائزہ لے۔ ملک معظم کی حکومت یہ امید کرتی ہے۔ کہ اس جدید فیصلہ کی وجہ سے بل کے نفاذ سے قبل مذکورۃ الصدر طریق کار اختیار کرنے سے ہندوستانی راہنماؤں کا تعاون حاصل ہو جائیگا۔ اور آئینی اصلاحات کی تشکیل میں ان کی امداد بہم پہنچائی جائے گی۔ یہ سب کچھ پارلیمنٹ کے ناقابل تنسیخ فیصلوں کے صدور سے قبل عمل میں آ جائیگا

خاتمۂ سخن

جس پروگرام کا میں نے حوالہ دیا ہے۔ وہ اس امید پر مبنی ہے۔ کہ مشاورتی کمیٹی کی کارروائی کے اختتام کے بعد مشترکہ منتخب کمیٹی اپنا کام شروع کر دے گی۔ ممکن ہے۔ کہ مشاورتی کمیٹی کے مباحث سے یہ بات ثابت ہو۔ کہ مزید غور و فکر سے قبل مشترکہ منتخب کمیٹی کے لئے معین تجاویز کی ترتیب کا سوال ناموزوں ہے تو اس صورت میں حکومت تاخیر کو برداشت کرتے ہوئے کوئی مناسب انتظام کرے گی۔ اور اگر حکومت پیش نظر مقاصد کی تحریک سے سمجھا جا رہی ہے۔ تو لندن میں مباحث کی غرض سے جو ادارہ طلب کیا جائیگا۔ اس کے عملہ کا سوال بھی بحث طلب مضامین کی نوعیت اور تعداد کے مطابق حل کیا جائے۔ اس طرز پر کارروائی مرتب کرنے کے بعد حکومت یہ توقع کرتی ہے۔ کہ اس طرح منزل مقصود کو بہت جلد حاصل کر لیا جائے گا۔ اور ایک طرف ہندوستانی اور برطانوی راہنماؤں اور دوسری جانب برطانیہ کی تینوں پارٹیوں پر آئینی ترقیات و تبدیلیاں و کامرانیاں موقوف ہیں ؛

3

کشمیر اسمبلی اور مسلمان

۲۳ جون۔ سری نگر۔ باخبر حلقوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کشمیر کی بننے والی اسمبلی کی جس ہیئت ترکیبی کی سفارش کی گئی ہے مسلمان اسے ازحد ناپسند کرتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے۔ کہ سرکاری اور نامزد ارکان کی اتنی بڑی تعداد ناقابل برداشت ہے مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ زیادہ سے زیادہ بیس فیصدی ارکان نامزد ہوں۔ اگر حکومت نے نامزد ارکان کی تعداد کم کرنے سے انکار کر دیا۔ تو ممکن ہے کہ تحریک ازسر نو زور دوں پر آجائے ⁂

مولانا مفتی ضیاء الدین صاحب پر بیجا تشدد

کشمیر کے آرڈیننس ۱۹۸۸ بکرمی کی آڑ میں حکومت کشمیر نے بلا وجہ سرگرم قومی کارکن مولانا مفتی ضیاء الدین صاحب پونچھی کو صوبہ کشمیر سے جلاوطن کر کے جموں میں نظر بند کر دیا۔ پرسکون فضا پیدا کرنے کے لئے حکومت نے سیاسی قیدیوں کو جیل سے رہا کر دیا ہے اور جلاوطن اصحاب مثلاً میاں احمد یار صاحب بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل مولانا میرک شاہ صاحب وغیرہ کو بھی وطن میں داخل ہونے کی اجازت دیدی ہے معلوم نہیں۔ مولانا ضیاء الدین صاحب کو کیوں اس سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ حکومت کو معلوم ہے۔ کہ آخری اشتعال جس کی نذر سینکڑوں مسلمانوں کی جانیں ہوئی تھیں۔ اس کی ابتداء مفتی صاحب ہی کی جلاوطنی سے ہوئی تھی۔ تدبر کا تقاضا یہی ہے کہ حکومت جلد از جلد مفتی صاحب پر سے پابندیاں دور کر دے

مسلمانانِ کشمیر ہوش میں آئیں

مسلمانوں کو جسقدر باہمی تنازعات اور بیہودہ جھگڑوں نے تباہ کیا ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی دشمنانِ اسلام نقصان نہیں پہنچا سکے۔ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اگر خود غرض لوگ مسلمانوں میں فروعی اختلافات اپنے ذاتی مفاد کے لئے پیدا کر کے ان کے شیرازہ کو درہم برہم نہ کر دیتے۔ اور مسلمانوں کی مجموعی طاقت کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دیتے۔ تو آج سوائے مسلمانوں کے دنیا میں کوئی قوم برسراقتدار نظر نہ آتی۔ اختلافات کو بڑھانے والے دیگر متعدد اسباب کے علاوہ سب سے بڑا سبب سب و شتم اور طعن و تشنیع ہے جو خود غرض لوگ بددیانتی کے ساتھ محض ایک دوسرے کو بدنام کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ معمولی کسا نیک نیتی کا اختلاف آخر کار بڑے بڑے فسادات اور طوفان بے تمیزی کی تمہید بن جاتا ہے مسلمانان کشمیر ڈیڑھ سو سال سے ذلت اور نکبت میں محض اپنے اختلافات کے باعث پڑے ہوئے ہیں۔ اور اختلافات بھی ایسے رکیک۔ کہ جنہیں سنتے ہوئے انسان کو شرم آئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ایک سال سے انہوں نے آنکھیں کھولی تھیں۔ اور سمجھ گئے تھے۔ کہ ہم سب ایک ہی کشتی میں بیٹھے ہوئے ہیں جو طوفانی موجوں میں گھری ہوئی ہے۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے۔ کہ آپس کے جھگڑے ترک کر کے کشتی کو بھنور سے بچانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ انہوں نے چند ماہ تک اسی خیال کو عملی جامہ پہنایا۔ مگر افسوس کہ ملت اسلامیہ کی سیاہ بختی پھر رنگ لائی۔ اور سر ہری کشن کول کی چالبازیوں نے ازسر نو مسلمانان کشمیر کو تفرقہ کی مصیبت میں مبتلا کر دیا اب وہ تفرقہ اگر محض نیک نیتی کا تفرقہ رہتا۔ تو خیر ایک بات بھی تھی۔ مگر اس نے تو حسب معمول بدی سب و شتم کی منزلیں طے کیں۔ اور اپنے شباب پر پہنچ کر مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان ناقابل عبور خلیج بن کر حائل ہو گیا۔

میں مسلمانانِ کشمیر کی خدمت میں مودبانہ التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ گالی گلوچ اور اپنے مقابل فریق کے گندے اور بیہودہ نام رکھنے سے پرہیز کریں۔ اور اختلافات کو معقولیت اور دلائل تک ہی محدود رکھیں۔ ذاتی تعصب و عناد ان میں داخل کر کے مسلم قوم کے اخلاق اور اوقات کی تباہی کا باعث نہ بنیں یہ بھی غنیمت ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ یہ اختلاف کی وبا شہر سرینگر سے باہر نہیں نکلنے پائی۔ اور یہاں بھی قوم کے مخالف گروہ کا عنصر اپنی تعداد کے لحاظ سے اس قدر کم ہو رہا ہے۔ کہ اس سے بفضل خدا قوم کو کوئی گزند پہنچنے کا اندیشہ باقی نہیں رہا۔ آخر میں تمام دردمندان قوم کی خدمت میں مودبانہ التجا ہے۔ کہ اگر انہیں اختلاف کے اس ناسور کا کوئی حتمی علاج نظر نہیں آتا۔ تو کم از کم قومی اخلاق کو بگاڑنے والی باتوں کے انسداد کی طرف جلد از جلد متوجہ ہوں ⁂

عبد الکبیر اور کشمیر کی پولیس

کشمیر پولیس کی اسلام دشمنی اب مسلمہ حقیقت ہو چکی ہے۔ اس محکمہ میں مسلمانوں کی بدقسمتی سے پنڈت ہی پنڈت بھرے ہوئے ہیں خصوصاً دفاتر میں غیر پنڈت کا وجود عنقا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کے کاغذات سالہا سال سے گم رہتے ہیں۔ اور انہیں دھکموں سے نقصان پہنچائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر عبد الکبیر کا واقعہ لیجئے۔ موصوف کی لاریاں اور کچھ موٹریں اپنی ذاتی ہیں۔ آپ نے جرم یہ کیا۔ کہ ۱۳ جولائی کو آپ نے مقتول اور زخمی مسلمانوں کو اپنی لاریوں میں لاد کر ہسپتالوں میں پہنچایا۔ اس پر سپرنٹنڈنٹ ٹریفک نے عبد الکبیر صاحب کی تمام لاریوں اور موٹروں کے لائسنس ضبط کر لئے۔ جس سے ان کو ہزارہا کا نقصان کا زیر بار ہونا پڑا۔ اور اب تک حکومت باوجود مسلسل عرضداشتوں کے تلافی کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی جو لوگ تحریک کے روح رواں ہیں۔ ان کے ساتھ حکومت سمجھوتے بھی کر رہی ہے۔ ان کو جیلوں سے نکال رہی ہے۔ مگر عبد الکبیر صاحب پر صرف ایک ان کی انسانی ہمدردی کرنے کے باعث اس قدر مصائب نازل کئے جا رہے ہیں۔ ٹریفک کے قواعد کے مطابق ٹرانسپورٹ فرم کھولنے کے لئے صرف چار لاریوں کا ایک شخص کے پاس ہونا کافی خیال کیا جاتا ہے۔ اور عبد الکبیر صاحب کے پاس اپنی ذاتی ۹ لاریاں اور کچھ موٹریں ہیں۔ مگر محکمہ نے آج تک ان کو فرم کھولنے کی اجازت نہیں دی۔ اور ہزارہا کا نقصان پہنچایا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ انسپکٹر جنرل پولیس بذات خود عبد الکبیر صاحب کے معاملات پر غور کریں ⁂ (نامہ نگار)

مسلمانانِ کوٹلی کی فریاد

کوٹلی ضلع میرپور ریاست جموں کے مسلمانان نے اپنی مظلومیت کی صدا بلند کرنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر شومی قسمت آج تک ایک بات بھی قابل شنوائی تصور نہ ہوئی۔ واللہ اعلم اس میں کیا راز ہے۔ اخباروں میں جہاں ہر ملک کے حالات شائع ہوتے ہیں۔ اور جن میں مصدقہ یا غیر مصدقہ ہونیکا امتیاز نہیں۔ وہاں کوٹلی کی مصدقہ خبریں شائع کرنے سے ایڈیٹر صاحبان کتراتے ہیں۔ کئی ایک مضامین جنکی اشاعت ازحد ضروری تھی۔ ارسال کئے گئے مگر جائے امید خالی نکلی۔ کئی ایک عیار کمیٹیاں جن کا ہم سردست نام نہیں لینا چاہتے۔ انہوں نے مسلمانان کوٹلی کو سخت نقصان پہنچایا اور مسلمانان کوٹلی جنہیں ان کمیٹیوں پر اعتماد تھا۔ اب پورے طور پر یقین کر چکے ہیں۔ کہ ان کمیٹیوں میں ماسوائے خود غرضی کے کوئی ہمدردی نہیں۔ اگر کوئی بھی ہمدردی ہوتی۔ تو مسلمانان کوٹلی کے حالات دریافت کر کے ان کی امداد کی جاتی۔ ماگزشتہ سے لیکر آج تک جو مظالم مسلمانان کوٹلی پر ہوئے۔ اگر کوئی درد دل رکھنے والا مسلمان اگر دیکھے۔ تو معلوم ہو۔ کہ مسلمانان کوٹلی کس طرح وقت بسر کر رہے ہیں۔ اگر کوئی بھی مسلمان احساس ہمدردی رکھتا ہو۔ تو فی سبیل اللہ جسقدر جلد ممکن ہو آگے آئے۔ اور ہماری سرگزشت سنکر ہمیں مصائب سے نجات دلائے۔ ہم کوئی ناجائز پروپیگنڈا حکومت کے خلاف کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ ان حکومت کو اس طرف متوجہ کرنا ضروری ہے۔ کہ غیر جانبدارانہ طور پر معاملات کی تحقیق کرے۔ اور ہم میں سے جو قصوروار ہوں انہیں عبرتناک سزا دے۔ نہ کہ برے بھلے کا امتیاز ہی نہ کیا جائے افسوس ہے مسلمانان کوٹلی سے بڑھ کر کوئی ستم رسیدہ نہ ہوگا۔ مورخہ ۲ ماگھ ۱۹۸۸ کا واقعہ جسکا ذکر کرتے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ یہ ہے کہ بیگناہ نہتے مسلمانوں پر ڈوگرہ فوج نے مختلف محاذ قائم کر کے گولی چلانا شروع کی جس سے کئی مسلمان ہلاک ہوئے۔ اور جب وہ مظلوم مسلمان جن پر گولیوں کی بوچھاڑ لگی پناہ لینے کیلئے قریب کے محلہ مسلمانان میں داخل ہوئے۔ تو اس محلہ کو جلا کر تباہ کر دیا گیا۔ کئی نعشیں کوٹلی کی گلیوں میں پڑی نظر آتی تھیں۔ اگر کوئی شخص ہمارے اس بیان کو غلط ثابت کر دے۔ تو ہمیں ہاتھ ناک کٹانے

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب میاں عبد المجید خانصاحب عدالتی بہادر کپورتھلہ ۷ مارچ ۳۹ء

گورجل ولد جیرپال ذات برہمن سکنہ بھولانہ تحصیل کپورتھلہ مدعی

بنام :- بوٹی خاں ولد کھیلے خاں ذات راجپوت سکنہ بھولانہ تحصیل کپورتھلہ مدعا علیہ

دعویٰ دلاپانے مبلغ مالعہ روپیہ اصل زر معہ سود بروئے بہی حساب

اشتہار

مقدمہ مندرجہ بالا میں با وصف اجرائے سمن مدعا علیہ مذکور حاضر عدالت نہیں ہوا ہے اس لئے بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے کہ مسمی بوٹی خاں مدعا علیہ اصالتاً یا وکالتاً بتقرر ۱۴ ساون ۹۶ء مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۹ء حاضر ہو کر جوابدہی و پیروی مقدمہ کرے۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر صدر

(مہر عدالت)

وصیت

میں قادر بخش ولد مراد بخش قوم راجپوت پیشہ زرگر عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن ملتان شہر ڈاکخانہ ملتان تحصیل و ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{12}{3}$ ۳۹ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے۔ یک گھر رہائشی قریباً ۱۴۰۰ روپیہ زمین زرعی سات گھماؤں۔ قریباً سات سو روپیہ ہے۔ اس کے دسواں $\frac{1}{10}$ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی چالیس روپے ماہوار کے قریب ہے اس کے بھی میں دسواں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی روپیہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان داخل خزانہ کرالوں۔ تو اس قدر رقم اس سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد :- قادر بخش احمدی بقلم خود حال وارد قادیان ملتان شہر گردری بازار مسجد ولی محمد خاں

گواہ شد :- بھمایا ہاسیم سکرٹری وصایا بنگلہ صالح حال وارد قادیان $\frac{12}{3}$ ۳۹ - گواہ شد :- محمد اکبر خاں بقلم خود ایچ۔ ڈی سی۔ دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ملتان حال وارد قادیان

انیس عالم

کہتا ہے۔ جس کو صحت طاقت قوت زور اور شہ زوری چاہیئے۔

انیس عالم

استعمال کریں۔ ارمان۔ پشیمانی پریشانی ذوق اور شوق شادمانی سے بدل جائینگے دل میں امنگیں پیدا ہونگی۔ اس کے آگے سب مقویات ہیچ ہیں۔ ایک بار استعمال تو کیجیئے۔ بار بار خواہش کرینگے

قیمت ۱؎ پتہ

انیس عالم بیری اکبر پور
کانپور

فیض عام شربت فولاد

اگر آپ کے گھر میں کمزوری ہے چہرہ زرد رہتا ہے بھوک نہیں لگتی حیض کی زیادتی ہے یا تکلیف آتا ہے یا بالکل بند ہے یا مرض اٹھرا ہے جس سے حمل نہیں ٹھہرتا وقت سے پہلے گر جاتا ہے یا مردہ پیدا ہوتا ہے یا کمزور ہوتا ہے ماں کا دودھ کم ہے یا ہسٹیریا کے دورے پڑتے ہیں تو آپ ہمارا تیار کردہ فیض عام شربت فولاد جو کہ نہایت بیش قیمت اجزا کا مرکب ہے پلائیں انشاء اللہ آپ تندرست خوبصورت اور مضبوط اولاد حاصل کرینگی اور آپکی رفیق زندگی بھی کامل صحت حاصل کریگی

قیمت فی شیشی پچاس خوراک عا محصولڈاک ۱۱

فیض عام جوہر تریاق کی ایک شیشی پاس رکھنا گویا ایک طبیب جیب میں بند کرنا ہے یہ پیٹ درد دُسہال بدہضمی ہیضہ سر درد دانت درد، نزلہ زکام بچھو سانپ دیگر زہریلے جانوروں کے کاٹے کا بہترین علاج ہے چنانچہ جناب بہادر خان صاحب ہیڈ ماسٹر ڈیلہوزی ضلع گورداسپور تحریر فرماتے ہیں میں نے بتجربہ فیض عام جوہر کو امرت دھارا سے بدرجہا مفید پایا۔ فیض عام جوہر ہیضہ کے مریضوں پر استعمال کیا گیا خدا کے فضل سے دو خوراک ہی سے صحت ہوگئی نزلہ زکام کیلئے بھی بیحد مفید پایا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس وقت تک آٹھ شیشیاں خرید چکا ہوں۔ خدا کی قسم میں یہ چند الفاظ بغیر کسی رعایت یا لحاظ کے اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ پبلک اس اسم باسمی دوا کے فوائد سے محروم نہ رہے۔

میرے نزدیک ہر گھر اور ہر مطب میں ایسی مفید دوا کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ آخر پر دعا کرتا ہوں۔ کہ مولا کریم اس کے موجد صاحب کو اس قسم کے مفید اور مبارک ادویات کے ایجاد کرنے کی مزید . . . . توفیق بخشے۔ امین ثم امین

قیمت فی شیشی ۱۰ ؍ علاوہ محصول ڈاک۔

تیار کردہ: فیض عام میڈیکل ہال قادیان دارالامان۔

احمدیوں کے واسطے خاص رعایت
بے روزگاری کا بہترین علاج

اگر آپ تھوڑے سرمایہ سے معقول نفع دینے والی تجارت کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم سے ولایتی۔ امریکن۔ جاپانی کٹ پیس (ٹکڑہ ہائے پارچہ بزازی) کی گانٹھیں بمبئی کے تھوک نرخ پر منگوا لیجئے۔ جن میں ہر موسم گرما کی ضروریات کا پارچہ۔ جالی۔ امریکن پاپوسن۔ وایل رنگین وسادہ۔ کریپ وغیرہ ہاتھوں ہاتھ بکنے والا ارزاں عام پسند نئے نئے ڈیزائن خوشنما وضع کا پارچہ ہوگا۔ جو بزازوں کی دوکانوں پر سے اس نرخ پر نہ ملیگا۔ پردہ نشین مستورات بھی اس نفع بخش تجارت سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ نمونہ کی گانٹھ ٹ مالیتی پچاس روپیہ ۲ یکصد پچیس روپیہ ۳ ڈھائی صد روپیہ منگا کر آزمائش کریں ۵ ادھ ۲ کا کرایہ مال گاڑی ہم ادا کریں گے۔ تازہ تھوک لسٹ طلب کریں۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

ایس رفیق بھائی جنرل سیلز پارچہ مرچنٹ کالبا دیوی بمبئی

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

اٹھرا کیا ہے

جس کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا اور اطباء استقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے سیدنا حضرت نورالدین اعظم شاہی طبیب کی ایجاد کردہ معمول اور ہزارہا لوگوں کی مجرب و آزمودہ گولیاں گذشتہ نصف صدی سے زیر استعمال ہیں

محافظ اٹھرا گولیاں

اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ ان سے ہزارہا اجڑے ہوئے گھر آباد بے چراغ گھر روشن اور صدمہ خوردہ دکھی اور مایوس دل تسکین اور ڈھارس حاصل کر چکے ہیں۔ ان اکسیر صفت مقبول و بےبہا گولیوں کے استعمال سے بچہ خوبصورت۔ ذہین۔ تندرست اور اکثر امراض سے بچا ہوا۔ عمر طبعی کو پہنچنے والا۔ صحیح و سلامت پیدا ہوگا۔ یہ گولیاں کیا ہیں۔ قدرت خدا کا زندہ کرشمہ ہیں۔ آزمائش شرط ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ قیمت فی تولہ ۱ مکمل خوراک دا تولہ یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک لیا جائیگا۔ استعمال شروع حمل سے آخیر رضاعت تک

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

پرائیویٹ قطعات اراضی قابل فروخت

جدید آبادی قادیان کے ہر ایک محلہ میں اچھے موقعہ کے اس وقت موجود ہیں۔ مثلاً دارالعلوم میں گرلز ہائی سکول کے قریب دارالبرکات میں سٹیشن کے قریب آبادی کے اندر۔ دارالفضل میں سٹیشن بنگلہ ریلوے رورڈ۔ نور ہسپتال۔ اور مسجد محلہ کے قریب اور دارالرحمت میں آبادی کے اندر شہر کے قریب مطلوبہ قطعات کی حیثیت اور محل وقوع موقعہ پر اور نقشہ آبادی قادیان پر دیکھ کر قیمت کا تصفیہ میری معرفت کیا جاسکتا ہے محمد اسمٰعیل مولوی فاضل قادیان

گولڈین

مقوی دل مقوی دماغ۔ مقوی معدہ۔ غرضیکہ تمام اعضائے رئیسہ کیلئے نہایت مفید اور بے مثل گولیاں ہیں۔ ہر قسم کی سستی و کمزوری کے لئے اس سے بڑھ کر یقیناً کوئی چیز آپ کو نہ ملیگی ایک دفعہ تجربتاً ضرور منگاؤ۔ اور ہماری صداقت کا امتحان کرلو۔ قیمت پچاس گولیوں کی ایک شیشی عہ معہ محصولڈاک

پتہ

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

ضرورت نکاح

ایک سرکاری ملازم احمدی اوورسیر کے لئے لڑکی کی ضرورت ہے۔ جو کہ خوبصورت اور امور خانہ داری سے واقف ہووے۔

معرفت: مینجر صاحب اخبار الفضل قادیان

اردو ترجمہ گلینسی کمیشن رپورٹ

معہ احکام مہاراجہ بہادر کشمیر و ترجمہ کشمیر کول میز کانفرنس

چھپ گیا ہے

قیمت فی جلد ۸ ؍ خرچ ڈاک ایک جلد کے لئے سات آنہ چار جلد کے لئے ۱۱ ؍ گویا ایک کتاب پندرہ آنہ میں بذریعہ وی پی ملیگی اور چار جلد ۲ ؍ میں ملینگی۔ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ جلد منگائیے۔ ملنے کا پتہ

ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

منشی گنج کے سپیشل مجسٹریٹ جو کہ ہندو ہیں۔ ڈھاکہ میں اپنے کسی دوست کے ہاں مہمان تھے۔ کہ ۲۷ جون کو صبح چار بجے کسی نے آپ کی خوابگاہ میں داخل ہو کر چار فائر کئے۔ اور جب گھر والے آواز سن کر آئے تو آپ فوت ہو چکے تھے۔ اس وقت تک چھ گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مدناپور پر۔ ۳۰ اپریل کو ڈسٹرکٹ بورڈ کے اجلاس میں ریوالور سے چھ فائر کر کے ہلاک کر دیا گیا تھا حملہ آور پر دویت کمار بھٹاچارجی کو موقعہ پر گرفتار کر لیا گیا تھا۔ جسے ۲۵ جون سپیشل ٹریبونل نے موت کا حکم سنا دیا۔

ڈاکٹر کچلو مسٹر وشیر پانڈے کی جگہ جو گرفتار ہو چکے ہیں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے ہیں۔

ہوم ممبر حکومت بمبئی نے ۲۶ جون کو یرودا جیل میں مسز سروجنی نائیڈو سے ملاقات کی۔ موضوع گفتگو اور ملاقات کے محرکات کے متعلق ابھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

اخبار لبرٹی (کلکتہ) کے سیاسی نامہ نگار مقیم شملہ کو معلوم ہوا ہے کہ فرقہ وار مسئلہ کے حل کے متعلق حکومت ہند نے ملک معظم کی حکومت کو جو سفارشات ارسال کی ہیں۔ ان میں مسلمانان بنگال کو صرف ۸ ء ۴۶ نیابت دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ مسلمانان بنگال اس پر سخت احتجاج کر رہے ہیں۔

حکومت سیام میں آناً فاناً زبردست انقلاب واقع ہو گیا ہے۔ باغیوں نے بادشاہ اور شاہی خاندان کے جملہ افراد اور ارکان حکومت کو گرفتار کر لیا ہے۔ کمانڈر انچیف نے کچھ مزاحمت کی تھی۔ اسے گولی سے اڑا دیا گیا۔

لاہور میونسپلٹی کے سکرٹری بخشی ہر بھگوان اپنی ملازمت سے ریٹائر ہو گئے ہیں۔ آغا محمد سفدر صاحب نے جو ایگزیکٹو آفیسر تھے۔ ان سے چارج لے لیا ہے۔

پونڈری ضلع کرنال میں ہندوؤں کے انہدام مذبح کے سلسلہ میں مقدمات کی سماعت کے لئے مسٹر ڈبلیو جیکسن مجسٹریٹ انبالہ مقرر کئے گئے ہیں۔ جو کرنال پہنچ گئے ہیں۔ اور ۲۷ جون سے مقدمات کی سماعت شروع ہو گئی ہے۔

۹۹ ہندوؤں کا قتل کے الزام میں چالان کیا گیا ہے جن میں سے ۲۵ صرف پانچ پانچ سو کی ضمانت پر رہا کر دئے گئے ہیں۔

حکومت بمبئی نے تخفیف کے سلسلہ میں بمبئی کے ڈسٹرکٹ کو اڑا دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس علاقہ کو تین مختلف اضلاع کے ساتھ ملحق کر دیا جائیگا۔

لارنس کا بت توڑنے کی کوشش کے الزام میں جو چار سکھ ماخوذ ہیں۔ وہ ریاست کپورتھلہ کے رہنے والے ہیں۔ ریاست نے ان کی جائداد ضبط کر کے اس کی نیلامی کا حکم دیدیا ہے۔ ملزموں کے وکیل نے اس پر احتجاجی تار روانہ کیا۔ جس میں لکھا ہے کہ ملزموں نے حدود ریاست میں کوئی جرم نہیں کیا۔ اس لئے وہاں انہیں کوئی سزا نہیں ملنی چاہیئے۔

بمبئی کی ایک دکان میں ۲۷ جون کو دن دہاڑے تین شخص داخل ہوئے اور خزانچی کو ریوالور دکھا کر ساڑھے تین سو روپیہ چھین لیا۔ اور ٹیکسی میں سوار ہو کر بھاگ گئے۔

بمبئی میں ۲۹ جون کو پھر ایک فرقہ وار فساد رونما ہو پڑا۔ ایک دوسرے پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ چھروں سے بھی حملے کئے گئے۔ ایک ہلاک اور ۴۲ زخمی ہو چکے ہیں مختلف علاقوں میں مشتعل ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے پولیس نے تین بار گولی چلائی۔ بہت سے مکانات کی تلاشیاں لی گئیں۔ اور تلواروں۔ برچھیوں۔ کھکریوں خنجروں استروں اور کمانی دار چاقوؤں کی کثیر مقدار برآمد کی گئی۔

ایوان عام میں ۲۷ جون کو وزیر ہند نے ہندوستانی معاملات پر تقریر کی جس میں کہا۔ ہندوستان میں آئینی ترقی کے راستہ میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو دور کرنے کے لئے گورنمنٹ کے ارادوں کی میں تشریح کر دینا چاہتا ہوں آرڈیننسوں کے نفاذ پر نکتہ چینی غیر منصفانہ ہے۔ انہیں کی مدد سے سول نافرمانی کی تحریک کچلی گئی ہے۔ آرڈیننسوں کے استعمال میں کوئی بے قاعدگی نہیں کی گئی۔ بعض لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اب ان کا خاتمہ ہو جانا چاہیئے۔ لیکن حکومت جنگ کے نامکمل نتیجہ سے مطمئن نہیں ہو سکتی۔ ہمارے اقتدار کو تباہ کرنے کے لئے جو اقدام کیا گیا ہے اسے مٹانے کے لئے ہم ہر وہ طاقت استعمال کریں گے۔ جو ہمارے اختیار میں ہے۔ آرڈیننس جاری رہیں گے اور ضرورت کے مطابق ان کا استعمال کیا جائیگا۔ کیونکہ حکومت کو تہ وبالا کرنے والوں نے ابھی تک اپنے ارادوں کو ترک نہیں کیا۔ فرقہ وار مسئلہ کا حل اسی موسم گرما میں حکومت کر دیگی۔

انڈیا آفس کا زر مطالبہ ۲۷ جون کو جب پارلیمنٹ میں پیش ہوا۔ تو ایک لیبر لیڈر نے اس میں سو پونڈ تخفیف کی تحریک اس لئے پیش کی۔ کہ انگلستان اور ہندوستان میں جو رسہ کشی ہو رہی ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لئے حکومت مسٹر گاندھی سے گفت و شنید کرے۔ لیکن اس کا بہت مضحکہ اڑایا گیا۔ اور ۳۰۳ کے مقابلہ میں ۴۹ کے آراء سے گر گئی۔

دار الامراء میں ۲۹ جون کو ایک بیان دیتے ہوئے لارڈ لوتھین صدر فرنچائز کمیٹی نے کہا۔ کہ حکومت اس کمیٹی کی کسی سفارش کی پابند نہیں ہے۔

علاقہ میرپور کے ہندوؤں نے ۲ جون سے ستیہ گرہ شروع کیا ہے ایک جلوس مرتب کیا گیا۔ جسے تحصیلدار نے خلاف قانون قرار دیکر منتشر ہونیکا حکم دیا۔ اور انکار پر ڈکٹیٹر اور دو دیگر ارکان کو گرفتار کر لیا۔

۲۹ جون کی شب سیالکوٹ میں گیان سنگھ بلڈنگس میں آگ لگ گئی۔ جس سے دو لاکھ کا نقصان ہو گیا۔ چھاؤنی سے گورہ افواج نے آکر آگ فرو کی۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے صدر مسٹر گنگا دھر دیش پانڈے کو گرفتار کرنے کے بعد اگلے روز رہا کر دیا گیا تھا۔ مگر شرط تھی کہ روزانہ تھانہ میں حاضری دیا کریں۔ چونکہ اس کی تعمیل نہ کی گئی۔ اس لئے ۲۹ جون کو پھر گرفتار کر لیا گیا۔ اور اسی روز عدالت میں پیش کر دیا۔ جس نے ایک سال قید اور تین سو روپیہ جرمانہ یا مزید ایک ماہ قید کی سزا کا حکم دیا۔ اور بی کلاس کی سفارش کی۔

اپریل ۱۹۳۲ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے دفتر میں ۲۳ ہزار کے غبن کا انکشاف ہوا تھا۔ اور محاسب پر مقدمہ چلایا گیا۔ ۲۹ جون کو عدالت نے محاسب مذکور کو مجرم قرار دیتے ہوئے مختلف الزامات میں تیرہ سال قید سخت اور پانصد روپیہ جرمانہ یا مزید پندرہ ماہ قید کی سزا دی۔ سزائیں اکٹھی شروع ہوں گی۔ اس لئے نصف میعاد رہ جائیگی۔ مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھا ہے کہ اگر انجمن کے بعض دیگر ملازمین اور آنریری کارکنوں کی تائید اسے حاصل نہ ہوتی۔ تو وہ اس قدر بیباکی سے غبن نہ کر سکتا۔ وہ بے ایمانوں کے گروہ کا ایک فرد ہے۔

صوبہ سرحد کی کونسل نے محکمہ آبکاری کے لئے مطالبہ زر نامنظور کر دیا تھا۔ اب سرحدی گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ گورنر نے اپنے خاص اختیارات سے یہ مطالبہ منظور کر لیا ہے تا کام جاری رہ سکے۔

ایوان عام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ۲۷ جون کو وزیر ہند نے کہا۔ کہ مقدمہ سازش میرٹھ کا فیصلہ ستمبر ۱۹۳۲ء میں سنا دیا جائیگا۔

ہانگ کانگ سے ۲۷ جون کی خبر ہے کہ ایک برطانی

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی